ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

اکتوبر 2019ء

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

اسلامی نظام تعلیم میں متعلم کا کردار

ٹیچرز ڈے پر خصوصی تحریر

International Poverty Day

Islam emphasized on poverty eradication

یومِ تاسیس مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ (سسٹرز)

تحریک پاکستان میں طلبہ نے مرکزی کردار ادا کیا

ہیپاٹائٹس سے بچنے کیلئے صفائی اور صاف پانی کا استعمال اہم ہے

ہیپاٹائٹس کے مریض چکنائی اور مصالحہ دار اشیاء سے مکمل پرہیز کریں

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام ملک بھر میں سیدہ زینبؓ کانفرنسز کا انعقاد

محترمہ سدرہ کرامت (مرکزی ناظمہ ویمن لیگ) کا چکوال میں سیدہ زینبؓ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

محترمہ عائشہ شبیر کا جہلم اور گوجرانوالہ میں سیدہ زینبؓ کانفرنس سے خطاب

منہاج القرآن ویمن لیگ (اسلام آباد) کے زیر اہتمام سیدہ زینبؓ کانفرنس سے محترمہ رضیہ نوید (نائب صدر منہاج القرآن ویمن لیگ) کا خطاب

محترمہ سدرہ کرامت (مرکزی ناظمہ ویمن لیگ) راولپنڈی میں سیدہ زینبؓ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ **دخترانِ اسلام** لاہور

جلد: 26 شمارہ:10 / صفر ۱۴۴۱ھ / اکتوبر 2019ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

ایڈیٹر
اُم حبیبہ

ڈپٹی ایڈیٹر
نازیہ عبدالستار

مجلس مشاورت

نور اللہ صدیقی، ڈاکٹر فوزیہ سلطانہ، ڈاکٹر نبیلہ اسحاق
ڈاکٹر شاہدہ مغل، ڈاکٹر فرخ سہیل، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
مسز فریدہ سجاد، مسز فرح ناز، مسز حلیمہ سعدیہ
مسز راضیہ نوید، سدرہ کرامت، مسز رافعہ علی
ڈاکٹر زیب النساء سرویا، ڈاکٹر نورین روبی

رائٹرز فورم

آسیہ سیف، ہادیہ خان، جویریہ سحرش
جویریہ وحید، ماریہ عروج، سمیعہ اسلام

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام —— فوٹو گرافی: قاضی محمود الاسلام

فہرس

اداریہ

(غربت کا عالمی دن اور 21 کروڑ آبادی والے ملک پاکستان کے زمینی حقائق)		4

فکرِ شیخ الاسلام

جس نے اپنے نفس کی اصلاح کرلی وہ کامیاب ہوگیا	مرتبہ: نازیہ عبدالستار	5
اسلامی نظامِ تعلیم میں متعلم کا کردار	نور الزمان نوری	9
اسلام میں تعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت	ڈاکٹر فرخ سہیل	14
ماہِ صفر اور غلط تصورات	عابدہ قاسم	17
حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ	سعدیہ کریم	20
عظیم صوفی بزرگ بابا فرید الدین گنج شکرؒ	ساجدہ کوثر نعیمی	23
مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ تشنگانِ علم کی تحریک ہے	اقراء یوسف جامی	26
احوال ومقاماتِ صوفیاء (مقامِ فقر)	بتول مشتاق	29
آپ کی صحت: ہیپاٹائٹس سے کیسے بچا جائے؟	وشاء وحید	31
گلدستہ بال سیاہ اور چمکدار بنائیں	ماریہ عروج	33
Syeda Fatima (As)	Sadia Mehmood	37
International Poverty Day	Hadia Saqib	40

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر   مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-35168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ
وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ. وَسَخَّرَ لَكُمُ
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط وَالنُّجُوْمُ
مُسَخَّرٰتٌ م بِاَمْرِهٖ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ. وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا
اَلْوَانُهٗ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ.

(النحل،۱۶: ۱۱۔۱۴)

’’اُسی پانی سے تمہارے لیے کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (اور میوے) اگاتا ہے، بے شک اِس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لیے نشانی ہے۔ اور اُسی نے تمہارے لیے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، اور تمام ستارے بھی اُسی کی تدبیر (سے نظام) کے پابند ہیں، بے شک اس میں عقل رکھنے والے لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ اور (حیوانات، نباتات اور معدنیات وغیرہ میں سے بقیہ) جو کچھ بھی اس نے تمہارے لیے زمین میں پیدا فرمایا ہے جن کے رنگ (یعنی جنسیں، نوعیں، قسمیں، خواص اور منافع) الگ الگ ہیں (سب تمہارے لیے مسخر ہیں)، بے شک اس میں نصیحت قبول کرنے والے لوگوں کے لیے نشانی ہے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

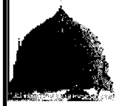

عَنْ مُعَاوِيَةَ ص قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ يُعْطِي.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ

’’حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتا ہے، اور میں تو بس تقسیم کرنے والا ہوں جبکہ دیتا اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍص قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ كَانَ فِي سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى يَرْجِعَ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَالطَّبَرَانِيُّ

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص حصولِ علم کے لئے نکلا وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے جب تک کہ واپس نہیں لوٹ آتا۔‘‘

(المنہاج السوی، ص۴۲۷)

خواب

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
ملک و دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

(کلیاتِ اقبال، بانگ درا، ص:۲۶۹)

تعبیر

قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلم وفد کی جانب سے غیر مبہم انداز میں یہ بات کہی کہ جب تک اقلیتی مسئلہ حل نہیں ہوجاتا کوئی دستور مرتب نہیں کیا جاسکتا۔

(گول میز کانفرنس، 26 نومبر 1931ء)

تکمیل

اللہ تعالیٰ، آقا علیہ السلام کے بعد سب سے پہلا اعلیٰ لباس اور خلعت فاخرہ جس ہستی کو قیامت کے دن پہنائے گا وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اتنے بڑے درجے والے پیغمبر کو کعبہ اللہ کی تعمیر کے بعد پہلی دعا یہ سکھائی جارہی ہے۔

باری تعالیٰ! ہم یہ ساری محنت و مزدوری کرکے بھی تیرے حضور منت سماجت کرتے ہیں کہ تو اس کو قبول فرمالے۔ گویا انہوں نے انحصار اس عمل کے قبول ہونے پر رکھا جس سے خشوع و خضوع اور تواضع وانکساری اور عاجزی و بندگی کی تعلیم ملی کہ بندہ وہ ہے جو سب سے بڑا عمل کرکے بھی گھبرائے کہ معلوم نہیں یہ قبول ہوگا کہ نہیں اور اللہ سے التجا کرے اے میرے مولیٰ جو کچھ میں نے ٹوٹی پھوٹی مزدوری تیری رضا کے لیے تیری بارگاہ میں پیش کردی ہے یہ تیری شان کے لائق تو نہیں ہے مگر اسے قبول فرمالے اور قبولیت کے قابل بنالے بے شک تو سب کچھ سننے والا اور نیتوں کو جاننے والا ہے۔

(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری: بعنوان ماہانہ ختم الصلوۃ ماہانہ دختران اسلام، جنوری 2007ء)

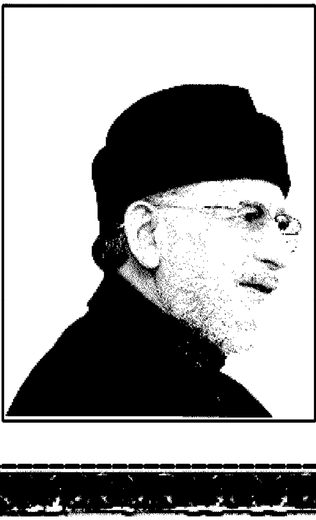

اداریہ

غربت کا عالمی دن اور 21 کروڑ آبادی والے ملک پاکستان کے زمینی حقائق

پاکستان ایک زرعی ملک ہے، زرعی اور ڈیری مصنوعات کی پیداوار میں پاکستان دنیا کے ٹاپ 6 ممالک کی فہرست میں شامل ہے، اللہ نے پاکستان کو 4 موسم، محنتی کسان اور پرعزم افرادی قوت سے نوازا ہے، پاکستان دودھ کی پیداوار حاصل کرنے والے ممالک کی فہرست میں 6ویں نمبر پر ہے، پاکستان گوشت کی پیداوار میں نہ صرف خودکفیل ہے بلکہ ایکسپورٹ بھی کرتا ہے، خوراک کے بنیادی جزو گندم، چاول، دالوں اور مختلف اجناس کی پیداوار میں بھی خودکفیل ہے، پاکستان دنیا کے بہترین اور طویل ترین نہری نظام کی نعمت سے مالا مال ہے، ان تمام تر صلاحیتوں کے باوجود یہ تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان ان غریب ترین ممالک کی صف میں شامل ہے جس کے عوام غذا اور غذائیت کی کمی کا شکار ہیں۔ غذا اور غذائیت کی کمی کی وجہ سے پاکستان میں زچہ بچہ کی اموات کی شرح بہت زیادہ ہے۔ یہ بھی تلخ حقیقت ہے کہ پاکستان میں 96 لاکھ بچے غذائیت کی کمی کا شکار ہیں جبکہ 44 فیصد بچے غذا کی کمی کا شکار ہیں۔ یہ سرکاری اعداد و شمار ہیں جبکہ حقیقی اعداد و شمار اس سے زیادہ ہیں۔ تھر اور چولستان میں ہر سال سینکڑوں بچے ناکافی غذا کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں یا بیماریوں کا شکار ہو کر مستقل طور پر مختلف جسمانی عوارض کا شکار ہو کر زندگی میں ترقی کی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔

بظاہر مختلف قومی و بین الاقوامی سرویز میں پاکستان میں غربت کی شرح 30 فیصد بیان کی جاتی ہے لیکن زمینی حقائق بتاتے ہیں کہ خط غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے والے پاکستانی شہریوں کی تعداد 50 فیصد سے زائد ہے، یہ 50 فیصد وہ آبادی ہے جسے غذائیت سے بھرپور غذا میسر نہیں ہے، اس میں کچھ شرح ایسے افراد کی بھی ہے جنہیں 2 وقت کا کھانا میسر نہیں ہے، آج کل پاکستان کے خلاف ہمسایہ ملک ہر طرح کی جارحیت کر رہے ہیں، اس جارحیت میں پاکستان کا پانی بند کرنے یا محدود کر دینے کے ہتھکنڈے بھی شامل ہیں، پاکستان کا زیادہ تر زرعی رقبہ بین الاقوامی دریاؤں سے آنے والے پانی کے ذریعے سیراب ہوتا ہے آج کل اس پانی کے اوپر ہمسایہ ملک نے کٹ لگا رکھا ہے اور پاکستان کے حصے کے دریاؤں پر بڑے بڑے ڈیمز بنا کر پانی کے بہاؤ کو کم یا محدود کر دیا گیا ہے جس سے ہماری زراعت اور زرعی پیداوار بری طرح متاثر ہو رہی ہے اور اس بات کا خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ آنے والے سالوں میں پاکستان پانی اور خوراک کے بحران سے دو چار ہو سکتا ہے، آبادی میں مسلسل اضافہ اور پیداوار میں کمی کا رجحان خطرے کا آلارم ہے اس پر طرفہ تماشا پاکستان کی ماضی کی حکومتوں کی طرف سے آبی ذخائر تعمیر نہ کرنا بھی ہے، 60ء کی دہائی کے بعد پاکستان میں کوئی بڑا آبی ذخیرہ تعمیر نہیں ہوا جس کی وجہ سے پاکستان میں آنے والے پانی کا ایک بڑا حصہ استعمال ہوئے بغیر سمندر میں گر کر ضائع ہو جاتا ہے، جوں جوں آبادی بڑھ رہی ہے اور بین الاقوامی سیاست متشدد ہوتی جا رہی ہے، پاکستان بری طرح اس کے منفی اور مضر اثرات کی زد پر ہے، پاکستان کی زراعت پاکستان کو مشکل ترین حالات میں بھی معاشی اور سماجی حوالے سے پاؤں پر کھڑا کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اس لیے آبی ذخائر کی تعمیر اور زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے حکومت کو تمام تر وسائل بروئے کار لانا ہوں گے ورنہ غربت پاکستان کی سیاسی، سماجی، معاشی بنیادوں کو بری طرح ہلا کر رکھ دے گی۔

فکرِ شیخ الاسلام

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا

ایک لمحہ کا محاسبۂ نفس سینکڑوں سالوں کی عبادت سے افضل ہے

جس نے نفس کی اصلاح کر لی وہ کامیاب ہوگیا

خصوصی خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا. وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا.

’’بے شک وہ شخص فلاح پا گیا جس نے اس (نفس) کو (رذائل سے) پاک کر لیا (اور اس میں نیکی کی نشو ونما کی)۔ اور بے شک وہ شخص نامراد ہوگیا جس نے اسے (گناہوں میں) ملوث کر لیا (اور نیکی کو دبا دیا)‘‘۔ (الشّمس، ۹۱:۹)

انسان کی شخصیت تین چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم، روح اور نفس ان تینوں میں سے ہر ایک کی جدا جدا خصوصیات ہیں۔ انسان کی شخصیت اس پوری کائنات کے مقابلے میں عالم کا درجہ رکھتی ہے۔ انسانی شخصیت کے اندر زمین بھی ہے اور آسمان بھی اس کے اندر عالم پست بھی ہے اور عالم بالا بھی ہے، عالم اصغر بھی ہے اور عالم اعلیٰ بھی ہے۔

انسان کا جسم عالم شہادت اور عالم ناسوت کی چیز ہے جس کو ہم عالم خلق کہتے ہیں اسی طرح روح اور نفس دونوں عالم امر کی چیزیں ہیں۔

نفس کے سبب سے انسان دو قسم کی آفتوں میں مبتلا ہوتا ہے ایک کا سبب فصاحت نفس ہے اور دوسرے کا سبب ہوائے نفس ہے۔ فصاحت، ناواقفیت، جہالت اور بیوقوفی کو کہتے ہیں یعنی کہ انسان اپنے نفس کے حال سے بے خبر ہو اور ہوائے نفس یہ ہے کہ انسان نفس کی خواہشوں کی پیروی کر رہا ہو۔ یہ دونوں حالتیں انسان کی تباہی کا سبب ہوتی ہیں۔ اس کی تربیت اور تہذیب اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان نفس کی بے خبری سے چھٹکارا نہ پالے۔

لہٰذا تزکیہ نفس کے لیے ضروری ہے کہ انسان فصاحت نفس سے بھی چھٹکارا پائے اور ہوائے نفس سے بھی۔ ان دونوں چیزوں کا تذکرہ قرآن مجید نے کیا ہے۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ.

(البقرہ،۲: ۱۳۰)

’’اور کون ہے جو ابراہیم (علیہ السلام) کے دین سے رُوگرداں ہو سوائے اس کے جس نے خود کو مبتلائے حماقت کر رکھا ہو‘‘۔

گویا شریعت سے وہی شخص منہ پھیرتا ہے اور اللہ کے احکام سے بغاوت، سرکشی کا مرتکب وہی شخص ہوتا ہے جو اپنے نفس کے حال سے بے خبر رہتا ہے اس لیے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

اذا اراد الله بعبد خیرا بشرهم بعموك بنفسه.

کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اُسے اپنے نفس کے عیبوں سے باخبر کر دیتا ہے۔ نفس کے عیب آئینے کی مانند اس کے سامنے روشن کر جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ کسی مرد کامل نے اپنے نفس کو چوہے کسی کو لومڑی سے تشبیہ دی، کوئی کہتا ہے میں نے اپنے نفس کو کتے کی مانند دیکھا۔ یہ بڑے بڑے اولیاء، صلحاء کے اقوال ہیں۔ یہ شکلیں عالم مثال کی شکلیں ہیں کہ کتے، لومڑی اور

چوہے وغیرہ کا دکھائی دینا یعنی نفس جن غلط خصلتوں، عادتوں اور رذائل میں مبتلا ہے وہ خصلتیں کسی جانور کی شکل میں متشکل ہوکر دکھائی دیتی ہیں۔

جس شخص کے نفس میں حسد اور کینہ ہوگا یہ کتے کے مزاج کی خاصیت ہے اسے اپنا نفس کتے کی شکل میں دکھائی دے گا تاکہ اسے خبر ہوجائے اس کی اصلاح کرے اور جسے نفس لومڑی کی شکل میں دکھائی دے گا۔ لومڑی کی خاصیتیں عیاری، مکاری اور چالاکی ہے اسے اپنے نفس کی خرابی بتائی جارہی ہے کہ اے بندے اللہ کا کرم ہے کہ اس نے تجھے تیرے نفس کی خرابی سے آگاہ کردیا کہ اس میں عیاریاں، مکاریاں، دھوکہ اور فریب ہے ان کی اصلاح کرو کیونکہ نفس کی معرفت کے بغیر بندہ خدا کا نہیں ہوسکتا اسی لیے کہا گیا کہ

من عرف نفسه فقد عرف ربه.

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے رب کو پہچان لیا۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ نفس کی معرفت رب کی معرفت کس طرح ہوگئی؟ دراصل جب تک انسان اپنے نفس کے عیبوں سے بے خبر رہتا ہے تب تک وہ نفس کی پیروی سے باز نہیں رہ سکتا اگر اسے یہ خبر نہ ہو کہ میرا نفس کس حال میں ہے اس کی خرابی کیا ہے؟ اس کی تباہی کیا ہے، تب تک وہ نفس کی اصلاح نہ کرسکے گا جب تک انسان کا نفس درست نہ ہوگا تو وہ اللہ کی راہ پر کس طرح چل سکے گا؟

اس لیے یہ فرمایا کہ خدا کی معرفت کو پانے کے لیے پہلا قدم یہ ہے کہ انسان اپنے من کی دنیا میں کھوجائے۔

اپنے من میں ڈوبے بغیر اگر اسے تلاش کرنے کے لیے نکلے گا تو ہر بار سوائے خود کے کسی اور کو نہ پائے گا اور خدا حجاب میں رہے گا اور اگر اسے تلاش کرنے کی بجائے خود کو تلاش کرنے کے لیے نکل پڑے تو ہر قدم پر وہی نظر آئے گا۔

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ ’’میری یہ حالت تھی کہ جب بھی اُسے (اللہ کو) تلاش کرنے کے لیے نکلتا تھا تو سوائے خود کے اور کسی کو نہیں پاتا تھا اب بیس سال سے مجاہدہ نفس کرکے اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ جب اس کی تلاش میں نکلتا ہوں تو سوائے اس کے کسی کو نہیں پاتا۔

اور ایک شیخ فرماتے کہ جو لوگ خود کو تلاش، اپنے نفس کی کیفیتوں کا محاسبہ اور اپنی معرفت حاصل کرلیتے ہیں وہ اللہ تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک دوسروں پر تنقید کی نظر ختم نہ ہو جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم صبح سے شام تک دوسرے کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں ایسے میں اپنے نفس کی معرفت کس طرح حاصل ہو۔

معرفت نفس کا حصول:

نفس کی معرفت مراقبے سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کے گورکھ دھندوں سے اپنے آپ کو آزاد کرکے خلوت نشینی اختیار کرنا اور یکسو ہوکر اپنے من میں ڈوب کر اپنے من کا تجزیہ کرنا کہ اس کے من میں جاہ و منصب کی کتنی طلب ہے۔ تو پتہ چل جائے گا کہ نفس میں دنیا کا کتنا حرص اور لالچ ہے۔ دوسروں کے لیے کتنا بغض اور حسد ہے، کتنا عناد اور کینہ ہے، کتنا تکبر ہے کتنی برائیاں ہیں۔ لوگوں کے سامنے تو تصنع کرکے ہزاروں پردے اوڑھ کر ان کو دھوکہ دیتے رہتے ہیں اور اس دھوکے میں خود کو بھی مبتلا کیے رہتے ہیں مگر انسان جو جلوت میں بیٹھ کر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ اسے خبر ہوجائے گی کہ میرے نفس کی کیا خرابیاں ہیں اس لیے فرمایا:

’’ایک لمحے کا مراقبہ سینکڑوں سالوں کی عبادت سے بھی افضل ہوسکتا ہے کہ اس لمحے سے انسان کے نفس کی معرفت ہوتی ہے نفس کی اصلاح کا راستہ نکلتا ہے‘‘۔

قرآن نے فرمایا:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ . (الجاثيه، ٤٥: ٢٣)

’’کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے‘‘۔

کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنے نفس کی خواہشوں کو اپنا مولا بنالیا ہے گویا نفس کی خواہشات کی پیروی کرنا طریقت و روحانیت میں شرک ہے۔

مگر جس کے پاس جانے سے خدا کی محبت جس کی

صحبت میں بیٹھنے سے خدا کی معرفت جس کے قدموں میں خدا کی عبادت کا ذوق ملے اس کو کبھی غیر نہ سمجھنا وہ خدا کا اپنا ہے اس لیے غیر تو وہ ہوتے ہیں جو دور لے جاتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں بھی الحمد سے والناس تک اولیاء کرام کا انبیاء کرام کا ذکر کیا، کہیں ان کو اپنا کہا، کہیں حزب اللہ کہا کہیں اولیاء اللہ کہا، کہیں عباد الرحمٰن کہا جن کو خدا اپنا دوست کہے کبھی بھول کر بھی ان کو اللہ کا غیر نہ کہو ورنہ خدا کے غضب کا سبب بن جائے گا۔

نفس اور نفس کے غلط رجحانات سے مجاہدے کے ذریعے چھٹکارا پالیتے ہیں ان کے لیے باری تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا.

''اور جو لوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناً انہیں اپنی (طرف سَیر اور وصول کی) راہیں دکھا دیتے ہیں''۔ (العنکبوت، ۲۹: ۶۹)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضورﷺ صحابہ کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس لوٹتے ہوئے فرمایا:

راجعنا من جهاد اصغر من اکبر قالو من جهاد اکبر یارسول الله قال مجاهدة الانفس

''میرے صحابیو اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف جارہے ہیں''۔

صحابہؓ نے عرض یا کہ یارسول اللہﷺ جہاد اکبر کیا ہے فرمایا نفس کی اصلاح کرنا۔

انسان کی طبیعت کے اندر کچھ شہوات ودیعت کردی گئیں ہیں تو انہیں کلیتاً تو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ مگر ان پر قابو پاکر انسان خدا کی معرفت کا عرفان حاصل کرسکتا ہے۔

ان کو کلیتاً ختم کرنا مقصودِ اسلام ہے بھی نہیں ہے یہ رہبانیت ہے اور حضورﷺ نے فرمایا کہ

لا رهبانیة فی الاسلام.

اسلام رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا۔ بیوی، اولاد اور ماں کی محبت کوئی چاہے کہ نکل جائے یہ کبھی نہیں ہوگا۔

حضورﷺ نے بھی حسنؓ حسینؓ سے محبت کی اور اپنے صحابہ کو اولاد سے محبت کرنے کی تلقین کی۔ حضورﷺ نے ایک مرتبہ حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بوسہ دیا ایک صحابی پاس بیٹھے بول پڑے یارسول اللہﷺ میرے بہت سے بیٹے ہیں لیکن آج تک میرا دل کسی کو پیار سے بوسہ لینے کو نہیں چاہا۔ حضور نے فرمایا ظالم! جو مخلوق سے محبت نہیں کرتا وہ اللہ سے محبت نہیں کرتا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم کیا بھی نہیں جاتا تو مقصود یہ نہیں کہ یہ محبتیں کلیتاً ختم ہوجائیں۔ یہ محبتیں ختم نہیں ہوسکتیں تو پھر قد افلح من زکھا کا مطلب کیا ہے نفس ان رجحانات سے پاک کس طرح ہوتا ہے۔ نفس کی پاکیزگی کا معنی یہ ہے اگر انسان خود کو ان شہوات وخواہشات سپرد کردے تو تباہ ہوگیا اگر ان کو اپنے سپرد کردے تو انسان کامیاب ہوگیا۔

خود کو سپرد کرنا یہ ہے کہ نفس کی خواہشیں غالب آگئیں اور ان کو اپنے سپرد کرلینے کا معنی یہ ہے کہ بندہ ان خواہشوں پر غالب آگیا۔ جس طرح اس نے چاہا اس سے فائدہ اٹھالیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال سے متاثر ہوکر جب زلیخا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں ان کے پیچھے لپکتی ہے تو یوسف علیہ السلام اللہ کے فضل وکرم اور رحمت سے اور اپنے تزکیہ نفس کی برکات سے بچتے ہیں۔ قرآن میں آتا ہے آپ جواب دیتے ہیں۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ. (یوسف، ۱۲: ۵۳)

'اور میں اپنے نفس کی برأت (کا دعویٰ) نہیں کرتا، بے شک نفس تو برائی کا بہت ہی حکم دینے والا ہے سوائے اس کے جس پر میرا رب رحم فرما دے۔''

ان دونوں حقیقتوں کا مظاہرہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس واقعہ سے ہوتا ہے۔ وہ زلیخا جو بادشاہت کی مالک ہے محض بادشاہی کی مالک ہوکر خواہش نفس کی اس نے پیروی کی اور عزت کھو بیٹھی اور یوسف جو غلام تھا اس نے خواہش نفس کو چھوڑا گو وہ باعزت اور باوقار ہوگیا۔

نفس کی اصلاح مرد کامل کی صحبت سے بھی نصیب ہوتی ہے۔صحبت سے مراقبہ، محاسبہ اور مجاہدہ بنتا ہے اسی لیے فرمایا کہ

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

جب صحبت میں آتے ہیں تو دل کی سیاہیاں چھٹ جاتی ہیں۔اس کی پہچان یہ ہے کہ نفس پاک ہوجاتا ہے جب نفس میں تواضع و انکساری آجائے اور ہر کوئی خود سے بہتر نظر آئے۔

اس کے برعکس نفس جب تک گندہ رہتا ہے تب تک وہ دوسرے کے عیب دیکھتا ہے۔

ء نہ تھی اپنے حال کی جو خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے حال پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

کئی خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جو سوتے ہیں رب کو پالیتے ہیں اور کوئی بدبخت جاگتے ہیں مگر سب کچھ کھودیتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ يَجْتَبِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِیْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ. (الشوریٰ، ۴۲: ۱۳)

”اللہ جسے (خود) چاہتا ہے اپنے حضور میں (قربِ خاص کے لیے) منتخب فرما لیتا ہے اور اپنی طرف (آنے کی) راہ دکھا دیتا ہے (ہر) اس شخص کو جو (اللہ کی طرف) قلبی رجوع کرتا ہے“۔

یہ اس بارگاہ کے کرم کے فیصلے ہیں جو کوشش کرتا ہے اسے وہ راستہ دکھا دیتا ہے۔

مولوی عبدالحق کا واقعہ یہ ہے۔ مدینہ پاک مسجد نبوی میں حاضر ہیں۔ رمضان کے روزے رکھ رہے ہیں دیکھتے ہیں کہ ایک اعرابی پھٹے پرانے کپڑوں والا، غریب سا شخص ہر روز حضور کے روضے کو دور سے تکتا رہتا اُن کے دل میں خیال آتا کہ یہ ان پڑھ سا آدمی ہے مگر جس عشق سے یہ زیارت کرتا ہے اس نے میرے اندر بھی جذبہ عشق پیدا کردیا کہ مولانا عبدالحق اس کے پاس جا بیٹھے۔ روز اس کے پاس بیٹھنے لگے ایک دن اس غریب نے کہا کہ آج شام میرے گھر دعوت ہے آپ تشریف لانا۔ انہوں نے کہا نہیں افطاری کرکے نماز مغرب ہوگی اور کھانے کے لیے باہر گیا تو عشاء کی نماز ہوجائے گی اس لیے انکار کردیا اس غریب نے پھر اصرار کیا آپ نے پھر انکار کیا اور کہا کہ میری نماز عشاء کی رہ جائے گی۔ اس نے پھر بھی اصرار کیا کہ نہیں میں غریب آدمی ہوں میرے ساتھ دعوت پر چلے آئیں۔

وہ غریب شخص ان کو لے کر چل دیا چلتے چلتے خیال آیا کہ کسی محلے میں گھر ہوگا لیکن شہر مدینہ سے باہر نکل گئے جونہی باہر پہنچے دل میں غصہ آتا گیا۔ اس غریب نے تو مجھے تباہ کردیا۔عشاء کی نماز کی جماعت گئی۔تراویح کی نماز گئی۔ خدا جانے کب واپس آؤں گا مسجد نبوی کا دروازہ بھی کھلا ہوگا یا نہیں۔ چلتے چلتے جنگل آگیا کئی گھنٹے گزر گئے بس اسے یقین ہوگیا کہ عشاء کی نماز گئی۔ بس غصے کی حالت میں اس کے گھر میں جا پہنچے جب اس غریب بوڑھے نے آواز دی بیٹے یہاں مہمان آیا ہے اس کے لیے کھچڑی بناؤ پھر اور غصے میں جل گئے کہ کھانا اب تیار ہوگا۔ دیر لگ جائے گی۔ کھانا کھایا پھر واپس چلے۔ وہ شخص بوڑھا تھا۔ آہستہ آہستہ چلتا پھر انہیں چھوڑنے کے لیے راستے میں آتے آتے اس کا کوئی مہمان اسے مل گیا وہ انہیں سلام کہہ کر واپس لوٹ گیا اب مولوی صاحب تیزی سے گئے کہ شاید مسجد کا دروازہ بند ہوگیا ہو تو آخری دیدار ہی کرلوں گا جب مسجد نبوی پر پہنچے۔ اندر گئے ایک شخص کھانا کھارہا تھا قریب جاکر اس سے پوچھا کہ عشاء کی نماز ہوئے کتنی دیر ہوئی اس نے کہا تم پاگل ہو ابھی تو مغرب کی نماز ختم ہوئی اور میں کھانا کھا رہا ہوں۔

اس پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کہتے ہیں کہ دوستو! کسی کو برا نہ کہا کرو تمہیں کیا خبر کہ جو غریب دکھائی دے رہا ہے کس حال میں زندہ ہے، اپنی برائی کی اصلاح ہوجائے تو پھر ہر ایک کی اصلاح کے راستے نکل آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفس کا تزکیہ عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆☆☆

اسلامی نظام تعلیم میں متعلم کا کردار

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے معلم بنا کر مبعوث کیا گیا

قوم کی ذہنی، روحانی تربیت اور اصلاح میں استاد مرکزی کردار ادا کرتا ہے

ٹیچرڈے پر خصوصی تحریر: نورالزمان نوری

اسلامی معاشرہ میں استاد کے مقام و منصب کی اہمیت و عظمت مسلّمہ ہے۔ اس امر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سیدالانبیاء محبوب خدا سیدنا محمد مصطفی ﷺ نے اپنی جامع الکتاب حیثیت ہونے کے باوجود منصب معلّمی کو اس انداز سے عزت وتکریم بخشی کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

انما بعثت معلما۔ (مجھے معلم بنا کر مبعوث کیا گیا ہے) مزید برآں آپ کے ''چہار گانہ فرائض'' نبوت کا قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر ذکر ہے۔ ان میں ''تعلیم کتاب'' اور ''تعلیمِ حکمت'' میں معلمانہ حیثیت کارفرما ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ (الجمعه، ۶۲:۲)

''وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول (ﷺ) کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں بے شک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے''۔

مذکورہ آیت کریمہ اور قرآن مجید کے دیگر مقامات کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک مقاصد ہیں تعلیم وتزکیہ بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ تزکیہ کا لفظ تربیت کے مترادفات میں سے ہے۔ تربیت کے بغیر تعلیم مطلوبہ نتائج پیدا نہیں کرسکتی اس کے بغیر علم، علم نافع نہیں بن سکتا۔

معلم، باب تفعیل (تعلیم) سے اسم فاعل ہے۔ یہ علم کے مادہ سے ہے۔ علامہ مرتضٰی زبیدی کے الفاظ میں تعلیم کے معنی ہیں:

''تعلیم مخصوص ہے اس علم کے ساتھ جو بار بار اور بکثرت سکھایا جائے تاکہ متعلم کے دل پر اس کے اثرات متحقق ہوجائیں''۔ (الزبیدی، ۱۷: ۳۹۶)

قرآن و حدیث میں یہ لفظ کئی مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

الرحمن علم القرآن. (الرحمٰن، ۵۵: ۱،۲)

''(وہ) رحمان ہی ہے جس کے (خود رسول عربی ﷺ کو) قرآن سکھایا''۔

اسی طرح حدیث مبارکہ علم کے دوسروں تک ابلاغ کے عمل کی فضیلت و اہمیت بایں الفاظ مذکور ہے۔

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه. (الترمذی، السنن، الرقم: ۲۹۰۹)

''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسے دوسروں کو سکھائے''۔

مفکرین اسلام نے تعلیم کے مفہوم میں عمدہ اخلاق کی تربیت کو بھی شامل کیا ہے۔ تعلیم صرف تدریس کا ہی نام نہیں بلکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے ایک قوم آگہی

حاصل کرتی ہے اور یہ عمل اس قوم کو تشکیل دینے والے افراد کے شعور اور احساس کو نکھارنے کا ذریعہ ہے۔ تعلیم ہی سے ایک قوم اپنے مذہبی اور ثقافتی ورثہ کو آئندہ نسلوں تک پہنچاتی ہے۔ متعلم کا کام ایک ایسی نسل کی تیاری ہے جس سے معاشرہ فلاح و کامرانی کے راستہ پر گامزن ہوسکے۔ افراد قوم کی ذہنی و روحانی نشوونما اس منصب کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ علامہ اقبال استاد کے مربیانہ کردار کے متعلق یوں گویا ہیں:

شیخ مکتب ہے اک عمارت گر
اس کی صنعت ہے روح انسانی

تعلیم اور تربیت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ تعلیم کے ذریعے قوموں کو اجاگر کیا جاتا ہے جبکہ تربیت کے ذریعہ انسان کی جملہ فطری قوتوں کو اجاگر کرکے اسے عمدہ اخلاق سے مزین کرکے اسے فلاح و سعادت کے راستہ پر ڈالا جاتا ہے۔ علامہ اقبال پیر رومی سے سوال کرتے ہوئے علم کا ذکر یوں کرتے ہیں:

پڑھ لیے میں نے علوم شرق و غرب
روح میں باقی ہے اب تک درد و کرب

مولانا جلال الدین رومی اس ''کرب'' کا سبب بیان کرتے ہیں جس سے تربیت و تزکیہ کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے آپ فرماتے ہیں:

علم را برتن زنی ماری بود
علم را بردل زنی یاری بود

علم کے ساتھ اگر تربیت و تزکیہ کا عمل نہ ہو تو ایسے علم سے تکبر، رعونت، خود پسندی، عجب، ریا اور حرص و ہوس جیسے رذائل اخلاق پیدا ہوتے ہیں اور اگر علم کے ساتھ تربیت و تزکیہ ہو تو ایسے علم سے انسان میں صدق و اخلاص، خیر خواہی، استغنا، ایثار و ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

معلم کا کام نسل نو کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی تربیت ہے اس سے طلبہ کی تعمیر شخصیت اور تشکیل سیرت کی تکمیل ہوگی۔ معلم کا مقصد ایسے تہذیب یافتہ افراد کی تیاری ہے جو معاشرہ کے اچھے انسان بھی بن سکیں اور کسی ریاست کے ذمہ دار شہری کی حیثیت سے اپنے فرائض کو انجام دینے کے بھی اہل ہیں ہر دور کے ممتاز اسلامی ماہرین تعلیم کے نظریات کا مطالعہ اسی تصور تعلیم کا پتہ دیتا ہے۔ نامور سکالر عبدالکریم زیدان، مقصد تعلیم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اسلامی احکام کے علم کا اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں جب تک وہ دل میں گھر نہ کر جائیں اور عملی زندگی میں سمو نہ جائیں جو شخص احکام اسلامی جانتا ہو مگر ان کے مطابق اپنی تربیت نہ کرے ایسا علم نہ صرف بے فائدہ ہے بلکہ اس امر کا زیادہ امکان ہے کہ ایسا صاحب علم آزمائش میں مبتلا ہوکر دین سے برگشتہ ہی نہ ہوجائے۔ (زیدان، ص: ۲۳۸)

اسی طرح ایک اور ماہر تعلیم ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن ایک معلم کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے تربیتی عمل کو یوں واضح کرتے ہیں:

''اسلامی تناظر میں تعلیم کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ انسان کو عمدہ اخلاق سے مزین فلاح و سعادت کے راستہ پر ڈالا جائے اور اس کے تمام امور اللہ کی رضا کے تابع کیے جائیں یعنی اسلامی تعلیم وہ ہے جو ان اقدار کی ترویج اور فروغ کا وسیلہ بنے جنہیں اسلام بنی نوع انسان میں پروان چڑھانا چاہتا ہے۔ (مشتاق الرحمٰن، ص ۱۰)

ذیل میں اسلامی نظام تعلیم میں تربیت کے مقاصد اور خصوصیات رقم کی جاتی ہیں۔ جن کی روشنی میں عصر حاضر ایک استاد اپنی ذمہ داریاں کماحقہ انجام دے سکتا ہے۔

اسلام کا تصور تربیت:

اسلام اپنے پیروکاروں کی نہ صرف ذہنی نشوونما اور علم کی دولت سے مالا مال کرتا ہے بلکہ عمل پر اتنا ہی مستعد بناتا ہے۔ ایمان اور عمل کے بغیر کوئی کام قابل قبول نہیں۔ اعمال کی درستگی اور تہذیب کے لیے اسلام و عبادات کا ایک جامع نظام ارکان اسلام کی سورت میں بخشتا ہے۔ انسان کا اپنی پوری زندگی اللہ کی خوشنودی اور اس کی منشاء کے مطابق گزارنا اور ایسے امور جن میں اللہ کی رضا ہو ان پر عمل کرنا اور ایسے تمام امور سے بچنا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوں عبادت کہلاتا ہے۔ تقرب الی اللہ کے لیے جن تقاضوں کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے وہ عبادات کے ذریعے ہی پورے ہوتے ہیں۔

اسلامی عبادات میں نماز، روزہ، حج، جہاد فی سبیل اللہ اور ذکر الٰہی، تلاوت قرآن وغیرہ ایسے اعمال ہیں جن کے ذریعے براہ راست انسان کی تربیت ہوتی ہے اور تربیت میدان عمل میں انسان کو ثابت قدم رکھتی ہے۔

اسلام میں نظام تعلیم و تربیت کے مقاصد:

۱۔ رضائے الٰہی کا حصول　　۲۔ رجوع الی اللہ
۳۔ علم بالعلم　　۴۔ صالح معاشرہ کا قیام
۵۔ آخرت کی تیاری

اسلام کے منہج تربیت کے خصائص و امتیازات:

قرآن مجید میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں تعلیم کتاب کے ساتھ تربیت نفوس ایک بنیادی مقصد قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے مکہ اور مدینہ میں معروضی حالات و واقعات کے مطابق افراد معاشرہ کی تربیت کی۔ آپ کی تربیت کے نتیجہ میں عرب کے صحرا نشین، ایران و روم کی سلطنتوں کے وارث اور علوم و فنون میں دنیا بھر کے امام بن گئے۔ اسلام کی وہ کون سی بنیادی خصوصیات تھیں جن کی بناء پر یہ حیرت انگیز انقلاب بپا ہوا۔

اسلام کے منہج تربیت میں درج ذیل امور بنیادی اہمیت کے حامل ہیں:

۱۔ تربیت میں اخلاص اور پاکیزگی نیت
۲۔ تربیت بذریعہ تلاوت قرآن
۳۔ تربیت بذریعہ صحبت صالح
۵۔ تربیت میں تدریج و ترتیب
۶۔ تربیت میں مزاج و نفسیات

ان خصوصیات کا اجمالی انداز میں تعارف کرایا جاتا ہے۔

۱۔ تربیت میں اخلاص اور پاکیزگی نیت:

اخلاص اور حسن نیت، اعمال کا بنیادی وصف ہیں جن کے بغیر کوئی عمل نتیجہ خیز نہیں ہوسکتا۔ کوئی کام کتنی ہی خوبصورتی سے انجام دیا جائے، اگر اس میں اخلاص کی روح کارفرما نہ ہو تو ملمع سازی کی چمک دمک جلد اپنا اثر کھو دیتی ہے۔ مربی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تربیت و اصلاح کے سلسلہ میں صرف خدا کی رضا کو پیش نظر رکھے۔ تربیت کے لیے کوئی قدم بھی اٹھائے، اس میں خلوص وللّٰہیت کی جھلک نظر آنی چاہئے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

انما الاعمال بالنیات، وانما لکل امری مانوی. (البخاری، ۲۰۱۰ء، ص: ۶۵، الرقم: ۱)

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی''۔

۲۔ تربیت بذریعہ تلاوت قرآن:

نبی کریم ﷺ کے فرائض منصبی میں سے پہلا فریضہ تلاوت کتاب ہے۔ اس لیے کہ کتاب سراپا شفا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ.

''اے لوگو! بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور ان (بیماریوں) کی شفاء آ گئی ہے جو سینوں میں (پوشیدہ) ہیں اور ہدایت اور اہلِ ایمان کے لیے رحمت (بھی)''۔ (یونس، ۱۰: ۵۷)

قرآن اول سے آخر تک نصیحت ہے جو لوگوں کو مہلک اور مضر باتوں سے روکتا ہے دلوں کی بیماریوں کے لیے نسخہ و شفاء ہے۔ وصول الی اللہ اور رضائے خداوندی کا راستہ بتاتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا و آخرت میں رحمت الٰہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

مزید یہ کہ نماز انسان کو پاکیزگی اور طہارت کا عادی بناتی ہے۔

قصص میں ایک پُرسحر تاثیر ہے جو انسانی نفوس پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص کوئی قصہ پڑھتا یا سنتا ہے تو وہ اس قصہ کے افراد اور واقعات سے جدا نہیں رہتا بلکہ شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر قصہ کے واقعات میں شریک ہوجاتا ہے۔ وہ اپنے درمیان اور قصہ کے افراد کے موازنہ کرکے کچھ امور سے اتفاق اور کچھ سے اختلاف کرتا ہے اور کچھ پر تعجب کا

اظہار کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں نہایت اختصار کے ساتھ قصوں کی تربیتی تاثیر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ط مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ.

''بے شک ان کے قصوں میں سمجھداروں کے لیے عبرت ہے، یہ (قرآن) ایسا کلام نہیں جو گھڑ لیا جائے بلکہ (یہ تو) ان (آسمانی کتابوں) کی تصدیق ہے جو اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں اور ہر چیز کی تفصیل ہے اور ہدایت ہے اور رحمت ہے، اس قوم کے لیے جو ایمان لے آئے''۔ (یوسف، ۱۲: ۱۱۱)

۳۔ تربیت بذریعہ صحبت صالحہ:

انسان کی فکری و عملی تربیت میں ماحول کا بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ ماحول خواہ گھر کا ہو یا ادارہ یا بستی کا۔ انسان جیسے ماحول میں رہتا ہے، اس کے اثرات غیر شعوری طور پر وہ ضرور قبول کرتا ہے دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص بہت صالح نیک ہے مگر اس کے کچھ ایام غلط قسم کے لوگوں کے درمیان گزارنے پڑے تو اس غلط صحبت نے اس کی بہت سی اچھائیوں کو ختم کر کے بہت سی برائیوں کو نشوونما دے دی۔ اس طرح کوئی بہت خراب آدمی ہے مگر اسے اچھے لوگوں کی معیت نصیب ہوگئی تو وہ گناہوں سے توبہ کر کے نیک راستہ پر گامزن ہوجاتا ہے۔

المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل. (الترمذی، ۱۴۱۲ھ، ص ۶۷۳، الرقم ۲۳۷۸)

''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کرتا ہے''۔

فطری خاصیت کو سامنے رکھتے ہوئے لوگوں کی نفسیاتی تربیت کرنے اور بہت سے عبرتوں اور حکمتوں کو سکھانے میں قصوں سے مدد لی ہے۔

۴۔ تربیت بذریعہ حسن اخلاق:

حسن خلق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین ﷺ کو اس صفت میں متصف گردانا اور سوء خلق کے تمام پہلوؤں سے آپ کی برات بھی فرمائی ہے۔ قرآن نے ارشاد فرمایا:

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ.

''پھر ان کے رب نے انہیں برگزیدہ بنا لیا اور انہیں (اپنے قربِ خاص سے نواز کر) کامل نیکو کاروں میں (شامل) فرما دیا''۔ (القلم، ۶۸: ۵۰)

حضرت انس بن مالک نے فرمایا:

كان رسول اللهﷺ احسن الناس خلقاً

(مسلم، 2016ء، ص ۹۷۳، الرقم: ۶۰۱۷)

''رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے عمدہ اخلاق والے تھے''۔

۵۔ تربیت میں تدریج و ترتیب:

تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں تدریج ایک فطری اور ضروری چیز ہے۔ اگر تدریج کا خیال نہ رکھا جائے تو اصلاح و تربیت کا کام موثر نہیں ہوتا۔ زیر تعلیم و تربیت افراد کی خوبیوں اور خامیوں کا اچھی طرح تجزیہ کر کے ایک ایک خامی دور کرنا چاہئے اور ایک ایک خوبی پروان چڑھانا چاہئے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ کسی کی تمام خامیاں یک لخت ختم ہوجائیں تو یہ خام خیالی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کا نزول ۲۳ سالوں کے عرصہ میں آہستہ آہستہ ہوا۔ اسی طرح سے اسلامی احکام و تعلیمات کا نفاذ یک لخت نہیں کیا گیا۔ بلکہ تدریج و ترتیب کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اسی کا ثمرہ تھا کہ صحابہ کرامؓ میں جو کردار پروان چڑھا، وہ پائیدار اور مستحکم تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا اسوہ اور آپ کی پوری حیات دعوت، تربیت کے حسن سے روشن ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن کا گورنر اور معلم و مربی بنا کر بھیجا تو تبلیغی و تعلیمی سلسلہ میں اسی تدریج اور ترتیب طبعی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

''کہ تمہیں وہاں نصاریٰ کی قوم ملے گی، انہیں دین کی دعوت اس طرح دینا کہ اول ان کے سامنے کلمہ توحید پیش کرنا، جب وہ قبول کرلیں تو پھر انہیں نماز کا فریضہ بتانا،

جب اسے بھی مان لیں تو کہنا کہ تمہارے مالوں میں اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ بھی فرض کی ہے، جب وہ اسے تسلیم کرلیں تو پھر روزہ کی تلقین کرنا"۔ (البخاری، ۲۰۱۰ء، ص ۳۹۱، الرقم ۱۳۹۵)

۶۔ تربیت میں مزاج و نفسیات کا لحاظ:

تذکیر و تربیت معمولی کام نہیں ہے۔ انسان کے جذبات و احساسات کو تعمیری رخ دینا ایک کار دشوار ہے۔ اس میں ایک فرد کی تمام ناپسندیدہ عادات کو قابل قبول پسندیدہ عادات میں بدلنا ہوتا ہے۔

نبی کریمﷺ کی گفتگو، برتاؤ اور تمام معاملات میں لوگوں کے مراتب اور ان کی نفسیات کا پورا پورا خیال کرتے۔ آپ کو مردم شناسی میں کمال حاصل تھا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ

امرنا رسول اللهﷺ ان ننزل الناس منازلهم

"رسول اللہﷺ نے ہمیں لوگوں کے مراتب کے مطابق پیش آنے کا حکم دیا"۔ (مسلم ۲۰۱۶ء، ص ۱۴)

تربیت کا نبوی منہاج اور اس کے اثرات:

اگر نبی اکرمﷺ کے اسوہ حسنہ اور آپ کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا تعلیم و تربیت کا عمل ہمہ وقت ساتھ ساتھ چلتا نظر آتا اور کوئی لمحہ ایسا نظر نہیں آتا جب دونوں میں سے کسی ایک پہلو سے غفلت برتی ہوگئی دراصل یہی آپ کی تعلیمات کی جامعیت و کاملیت ہے۔ رسول اکرمﷺ پر نازل ہونے والی ابتدائی آیات ہی میں علم کی غرض و غایت اور مقاصد کی نشاندہی کردی گئی۔ ان آیات میں مقاصد تعلیم کا تعین بھی ہوگیا کہ علم وہی کارآمد و مفید ہوگا جو معرفت خداوندی اور معرفت ذات سے آگاہ کرے۔ اگر کوئی علم ان مقاصد کو پورا نہیں کرتا تو وہ حقیقی معنوں میں علم ہی نہیں ہے۔ دوسری وحی جو سورۃ المدثر کی پہلی پانچ آیات پر مشتمل ہے واضح طور پر مربی کی شخصیت اور تعلیم و تربیت کے طریقہ کار کی نشاندہی کرتی ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَاَنْذِرْ. وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ. وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ. وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ. (المدثر، ۷۲: ۱،۵)

"اے چادر اوڑھنے والے (حبیب!)۔ اُٹھیں اور (لوگوں کو اللہ کا) ڈر سنائیں۔ اور اپنے رب کی بڑائی (اور عظمت) بیان فرمائیں۔ اور اپنے (ظاہر و باطن کے) لباس (پہلے کی طرح ہمیشہ) پاک رکھیں۔ اور (حسبِ سابق گناہوں اور) بتوں سے الگ رہیں"۔

رسول اکرمﷺ نے نہ صرف انفرادی سطح پر یا گھریلو سطح پر ہی تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا بلکہ اس کے لیے ایسے مراکز بھی قائم کیے جن میں یہ کام وسیع پیمانے پر اور اجتماعی سطح پر سرانجام پائے۔ مکی دور میں اس کی بہترین مثال دار ارقم سے دی جاسکتی ہے۔

آپ تعلیم کتاب کے ساتھ ساتھ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ بھی کرتے تھے، علم کے ساتھ عمل پر آمادہ کرتے تھے، خالق کے ساتھ مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لیے تیار کرتے تھے۔

آپ کی تربیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگیوں کو آنحضور اکرمﷺ کے اخلاق حسنہ کے رنگ میں رنگ لیا۔ ان کی زندگیوں میں حضور نبی اکرمﷺ کے اخلاق حسنہ کا عکس نظر آنے لگا۔ آنحضور اکرمﷺ کے تعلیم و تربیت سے ایسے قدسی صفات افراد پیدا ہوئے جو آج بھی ساری انسانیت کے لیے نمونہ ہیں۔ جہاں ساری انسانیت کے لیے آنحضورﷺ کو نمونہ تقلید بنایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

"فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے"۔ (الاحزاب، ۳۳: ۲۱)

وہاں صحابہ کرامؓ نے نبی پاکﷺ کی صحبت، تعلیم و تربیت کے زیر اثر اپنی زندگیوں میں ایسی تبدیلیاں کیں کہ وہ دنیا کے انسانوں کے لیے راہبر و راہنما ٹھہرے۔ محسن انسانیت کے کارنامہ کے مبہوت کردینے والا یہ پہلو بڑا ہی اہم ہے کہ انسان اندر سے بدل گیا اور یکسر بدل گیا ہے۔ انسانی روپ میں جو خواہش پرست حیوان پایا جاتا تھا۔ کلمہ حق کے اثر سے وہ بالکل مٹ گیا اور معاً اس کی راکھ سے خدا پرست اور بااصول انسان ابھر آیا۔

☆☆☆☆☆

اسلام میں تعلیم و تربیت کی ضرورت و اہمیت

اسلام انسان کی عقلی و فکری تعلیم و تربیت پر زور دیتا ہے

معاشرے کی تشکیل افراد کی تعلیم و تربیت کے بغیر ناممکن ہے

اسلام نے صرف دینی علوم کے حصول کا نہیں عملدرآمد کا بھی حکم دیا

ڈاکٹر فرخ سہیل

ایک بہترین معاشرے کی تشکیل میں افراد کی تعلیم و تربیت کو بہت اہمیت حاصل ہے لہذا افراد کی تعلیم و تربیت اس نہج پر کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ حاصل کردہ علم سے معاشرتی منصوبوں کا بہترین انداز سے اجراء کرسکیں۔ اس کی اولین مثال انسان اول حضرت آدم علیہ السلام کی ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم کی تخلیق کے بعد تمام اشیاء کا علم سکھایا جیسا کہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۳۱،۳۲ کا ترجمہ ہے کہ

''اور اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام (اشیاء کے) نام سکھا دیے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا، اور فرمایا: مجھے ان اشیاء کے نام بتا دو اگر تم (اپنے خیال میں) سچے ہو۔ فرشتوں نے عرض کیا: تیری ذات (ہر نقص سے) پاک ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر اسی قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے، بے شک تو ہی (سب کچھ) جاننے والا حکمت والا ہے''۔

مندرجہ بالا آیت کے ترجمے سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ اللہ نے آدم سے پہلے فرشتوں کو بھی علم سکھایا تھا مگر وہ آدم علیہ السلام کو سکھائے جانے والے علم سے مختلف تھا۔ کیونکہ آدمؑ سے بنی نوع انسان پر مبنی ایک معاشرہ تشکیل پانا تھا۔ لہذا معاشرتی تقاضوں کو پورا کرنے کے لے آدمؑ کو علم سکھایا گیا۔ اس کے علاوہ آدم کو زمین پر اپنا خلیفہ نامزد کرنے کے بعد بنی نوع انسانی کی راہنمائی کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بوقت ضرورت اور حسب ضرورت ہدایت کا سلسلہ جاری مختلف زمانوں میں انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے اور ہدایت و راہنمائی پر مبنی علم کا نزول ہوتا رہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کو وحی پر مبنی علم کے ساتھ ساتھ حکمت بھی عطا فرمائی کیونکہ علم کا حصول اگرچہ ایک طرف عام انسانوں کے لیے ضروری ہے لیکن دوسری طرف حکمت کی بھی ضرورت ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو منتخب کیا تاکہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے علم کی وضاحت وتفسیر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ حکمت سے کرسکیں جیسا کہ سورۃ البقرہ ۲۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ

''جسے چاہتا ہے دانائی عطا فرما دیتا ہے اور جسے (حکمت و) دانائی عطا کی گئی اسے بہت بڑی بھلائی نصیب ہوگئی، اور صرف وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو صاحبِ عقل و دانش ہیں''۔

علم کی اقسام:

اسلام انسان کی عقلی وفکری تعلیم و تربیت پر بہت توجہ دیتا ہے کیونکہ علم سے استفادہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب تک وہ انسانی عقل تک رسائی حاصل نہیں کرلیتا جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ

''علم دو طرح کے ہیں ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہوتا ہے یہ ابنِ آدم پر اللہ کی حجت ہے''۔ (رواہ الدیلمی)

اسی حدیث کو خطیب بغدادی یوں بیان کرتے ہیں:

''اور ایک روایت میں ہے کہ علم دو طرح کے ہیں ایک علم دل میں راسخ ہوتا ہے اور ایک علم زبان پر جاری ہوتا ہے۔ پس دوسرا علم اللہ کے بندوں پر حجت ہے''۔

یعنی علم کی دوسری قسم ایسی ہے کہ اگر اسے صحیح عمل میں نہ لایا جائے تو یہ علم بندوں کے خلاف حجت ہوگا یا ثبوت ہوگا۔

مذکورہ بالا روایات سے علم نافع کی اہمیت بتائی جارہی ہے کہ اللہ نے جب اپنے بندوں کو علم عطا کیا لیکن اگر وہ اس کے مطابق زندگی نہیں گزاریں گے تو یہی علم ان کے خلاف گواہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم و ہدایت اپنے بندوں کو عطا کیا وہ اس کے اس ودیعت کردہ علم کے مطابق زندگی گزاریں اور اگر وہ اس نعمت سے فیض یاب نہیں ہوں گے تو انہیں اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۳۳۸ میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کا ایک جملہ رقم ہے کہ

''علم دو طرح کے ہوتے ہیں ایک سنا سنایا اور دوسرا وہ جو نفس و روح میں بس جائے۔ پس سنا سنایا علم فائدہ نہیں دیتا جب تک وہ دل میں راسخ نہ ہو''۔

باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے علم کی جو دو اقسام بیان فرمائی ان کو علم مطبوع اور علم مسموع کا نام دیا علم مطبوع ایسا علم جو انسان کی طبع اور فطرت سے سرچشمہ لے یعنی ایسا علم جو انسان نے کسی سے نہیں سیکھا بلکہ اس کی اختراعی قوت ہے جبکہ علم مسموع سے مراد سنا سنایا علم ہے اور اگر علم مسموع، علم مطبوع میں تبدیل نہ ہوسکا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ کچھ لوگ جن کے پاس علم مطبوع بالکل نہیں ہوتا اس کی بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اس کی اختراعی قوت متحرک نہیں ہوتی جو اسے پروان چڑھاتی۔ لہذا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علم کی عقل تک رسائی ہونا بہت ضروری ہے۔

معلم و متعلم کا کردار:

تعلیم و تربیت کے حوالے سے معلم اور متعلم کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تعلیم کے معنی ہیں یاد کرانا یعنی متعلم اپنے معلم سے جو علم سیکھتا ہے اسے یاد بھی کرتا ہے۔ ایسی صورت میں صرف معلومات متعلم کے دماغ میں ذخیرہ کی جارہی ہیں اور اگر ذخیرہ کردہ معلومات سے کچھ عملی اہداف حاصل نہیں ہورہے تو تعلیم بے مقصد ہے۔ لہذا تعلیم فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ معلم کا فرض ہے کہ وہ متعلم کی فکری توانائی کو بھی پروان چڑھائے۔ اسے خود اعتمادی اور خود اختیاری بخشے اور متعلم کی ایجادی قوت کو حیات بخشے لہذا تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کی تربیت بھی کی جائے۔

آیت اللہ مرتضیٰ مطہری اپنی کتاب ''اسلام میں تعلیم و تربیت میں لکھتے ہیں:

''معاشرے میں فکری و عملی شخصیت کا رشد و نمو یعنی مسائل میں تجزیہ و تحلیل کی قوت پیدا ہونا، ایک بنیادی مسئلہ ہے اور تعلیم و تربیت میں سکول کے اندر استاد کی ذمہ داری بچے کو کوئی چیز یاد کرانے سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جس سے اس کی بات کی تہہ تک پہنچنے والی قوت میں اضافہ ہو نہ کہ صرف اس کے دماغ میں معلومات ڈالتا رہے کیونکہ اگر معلومات کا دباؤ زیادہ ہوجائے تو بچے کا ذہن جمود کا شکار ہوجائے گا''۔

ایک معلم کا یہ فریضہ اول ہے کہ وہ علم کے ساتھ ساتھ متعلم کی فکری تربیت بھی کرے۔ اپنی ساری توانائیاں اسے سبق حفظ کرانے پر نہ صرف کردے بلکہ اس سے استفادہ کرنے کی صلاحیت کو بھی بیدار کرے کیونکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نافع علم وہی ہے جو انسان کے عمل میں جاری و ساری ہو اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان کائنات اور خالق و مخلوق کے تعلق پر غور و فکر نہ کرے جیسا کہ سورہ العنکبوت (۴۳) میں ارشاد الٰہی ہے:

''فرما دیجئے: تم زمین میں چلو پھرو اور پھر دیکھو (یعنی غور و فکر کرو) کہ اس نے مخلوق کی ابتداء کیسے فرمائی''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں بارہا انسانوں کو دعوت غور و فکر دے رہا ہے کہ تم میری ذات پر بھی ایمان لاؤ تو میری نشانیوں پر تدبر و فکر کے ذریعے جیسا کہ العنکبوت کی آیت نمبر ۴۹ کا ترجمہ

''اور یہ مثالیں ہیں ہم انہیں لوگوں (کے سمجھانے) کے لیے بیان کرتے ہیں اور انہیں اہل علم کے سوا کوئی نہیں سمجھتا''۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ صحیح اہل علم وہ ہیں جو میری نشانیوں اور مثالوں پر غوروفکر کرتے ہیں جو کائنات اس کی موجودات اور انسان کے باہمی تعلق کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ تفکر تعلیم و تعلم کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ غوروفکر کرنے کے بعد ہی کسی نتیجے تک پہنچتا ہے۔ تفکر و تعقل اور تدبر سے ہی اپنی سوچ کو پروان چڑھاتا ہے اسی لیے پروردگار عالم قرآن مجید میں بار بار غوروفکر کی دعوت دیتا ہے۔

جیسا کہ پہلی وحی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے تمہیں قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں جو وہ پہلے سے نہیں جانتا تھا اور اس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اس کی پیدائش کی حقیقت سے بھی آگاہ کیا کہ اے انسان تمہاری حیثیت ایک گوشت کے لوتھڑے کی تھی اور تجھے پروردگار نے علم عطا کیا اور تجھے فرشتوں کے سامنے لائق سجدہ بنادیا۔

اللہ تبارک تعالیٰ مجید میں ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

''کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے لوگ برابر ہوسکتے ہیں''۔

تعلیم وتعلم کے حوالے سے ایک اور چیز بھی بہت اہم ہے کہ علم کس قسم کا ہونا چاہئے تو یہ بات واضح ہے کہ اسلام نے صرف دینی علوم کے حصول کا حکم نہیں دیا بلکہ دینی احکامات پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ جب احکاماتِ الٰہیہ پر عمل ہوگا تو انسان کو دیگر ذمہ داریوں سے آگاہی حاصل ہوگی۔ یعنی اگر ہم قرآن سے کچھ سیکھیں گے تو اس پر عمل کرنا بھی لازم آئے اور عمل قرآن کی تفسیر کے بغیر ممکن نہیں اور یوں علم کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جائے گا کیونکہ انسان پر عینی واجبات کے علاوہ کفائی واجبات بھی لازم آتے ہیں یعنی ایسے واجبات جو تقسیم کار کی بنیاد پر ہوں جیسا کہ ایک ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے اور اس حوالے سے میڈیکل سائنس واجب کفائی ہے اور ڈاکٹر بننا بھی علم کے بغیر ممکن نہیں۔ (اسلام میں تعلیم و تربیت)

اسی طرح تجارت کی مثال ہے کہ اسلام کے اقتصادی نظام کو چلانے کے لیے علم تجارت حاصل کرنا بھی واجب کفائی ہے۔ اسی لئے تو پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا کہ

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة.

کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے اور دین کا علم حاصل کرنا علم کی ایسی قسم ہے کہ جس سے انسان اپنے دینی فرائض کی بجا آوری بآسانی کرسکتا ہے یعنی معرفت الٰہی کے ساتھ ساتھ دیگر اسلامی ذمہ داریوں اور فرائض بھی ادا کرنا لازم ہیں اور اسلامی معاشرے کا حسن بھی یہی ہے کیونکہ جب تک ہم اپنی ذمہ داریوں سے متعلق علم وآگاہی نہیں رکھیں گے اس وقت تک ان پر عمل نہیں ہوسکے گا۔ لہذا ایک مسلمان پر لازم آتا ہے کہ وہ ایسا علم حاصل کرے جو اسے اس کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرے تاکہ وہ اپنے فرائض پر بآسانی حسن وخوبی سے عمل پیرا ہوسکے۔

مختصراً یہ کہ اسلامی تعلیم و تربیت میں فکری ہدایت و راہنمائی کو بہت اہمیت حاصل ہے اور دوسری اہم بات یہ کہ اسلام تعلیم کی کوئی حد مقرر نہیں کرتا اور اس کے علاوہ یہ بھی کہ یعنی علوم کا حصول اس لیے ضروری ہے کہ انسان اس کے توسط سے اپنی معاشرتی ذمہ داریوں سے آگاہی حاصل کرتا ہے اور حقیقی عالم وہ ہے جس کو علم کی روح پر عبور حاصل ہو کیونکہ بنیادی طور پر علم حقیقت جوئی اور حق کی تلاش فطری استعداد سے شروع ہوتا ہے چونکہ انسان فطری طور پر حقیقت طلب ہے۔ اس لیے وہ حقائق کی اصلیت جاننا چاہتا ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتا جب تک اسے روح علمی تک رسائی حاصل نہ ہو۔ لہذا روح علمی غیر جانبدارانہ حصول علم کا نام ہے جوکہ اندھی تقلید سے بے نیاز، تعصب سے پاک، جمود و غرور سے خالی اور خود ساختہ و بناوٹی دلیلوں سے مبرّا ہو۔ لہذا ایک معلم کا فرض ہے کہ وہ اپنے متعلم کو روحِ علمی عطا کرے تاکہ وہ عالم باعمل بن سکے متعلم کے اندر موجود قابلیت کو حقیقی صورت میں پروان چڑھاتے ہوئے اس کی باطنی صلاحیتوں کو جلا بخشے۔

☆☆☆☆☆

صفر میں آفات کے نزول کی سوچ من گھڑت ہے

اللہ کے فیصلوں اور احکامات میں زمانے کا کوئی عمل دخل نہیں

صفر کے مہینے میں خوشی کی تقریبات کو منحوس سمجھنا توہم پرستی ہے

عابدہ قاسم

صفر اسلامی کیلنڈر کا دوسرا مہینہ ہے ۔ اسلام سے پہلے اسے منحوس سمجھا جاتا تھا لیکن مسلمان اسے صفر الخیر یا صفر المظفر (کامیابی کا مہینہ) کہتے ہیں۔ یہ مہینہ زمانہ جاہلیت میں منحوس، آسمانوں سے بلائیں اترنے والا اور آفتیں نازل ہونے والا سمجھا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس ماہ میں خوشی کی تقریبات (شادی بیاہ، سفر کرنا، لین دین) قائم کرنا منحوس سمجھتے تھے اور قابل افسوس امر یہ ہے کہ یہی نظریہ نسل در نسل آج تک چلا آ رہا ہے۔

ذیل میں اس مضمون کے تحت درج ذیل موضوعات کی وضاحت کی جائے گی۔

۱۔ ماہِ صفر کی وجہ تسمیہ
۲۔ دورِ جاہلیت میں ماہِ صفر کے متعلق نظریات
۳۔ ماہِ صفر قرآن و حدیث کی روشنی میں
۴۔ ماہِ صفر اور غلط تصورات

۱۔ ماہِ صفر کی وجہ تسمیہ:

صفر کا لفظی مطلب ''خالی ہونا'' ہے ۔ عرب زمانہ جاہلیت میں ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے ہوئے اسے ''صفر المکان'' یعنی گھروں کو خالی کرنے کا مہینہ کہتے تھے کیونکہ وہ تین حرمت والے مہینوں (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم) کے بعد اس مہینے میں گھروں کو خالی کر کے لڑائی اور قتل و قتال کے لئے میدانِ جنگ کی طرف نکل پڑتے تھے جنگ و جدال اور قتل و قتال کی وجہ سے بے شمار انسان قتل ہوتے، گھر ویران ہوتے اور وادیاں برباد ہو جاتیں۔ (ابنِ کثیر، تفسیر ابن کثیر (۲۰۰۴ء)۔ جلد دوم، ص:۶۰۴)

عربوں نے اس ویرانی اور بربادی کی اصل وجہ کی طرف توجہ دینے اور اس سے کنارہ کشی کی بجائے اس ماہ کو ہی منحوس، بلاؤں اور مصیبتوں کا مہینہ قرار دے دیا۔

۲۔ دورِ جاہلیت میں ماہِ صفر کے متعلق نظریات:

عربوں کے ہاں ماہِ صفر میں دو بڑی برائیاں تھیں۔

ا۔ ماہِ صفر کو اپنی جگہ سے آگے پیچھے کرنا

مشرکین حرمت والے مہینے کو موخر کرتے رہتے تھے۔ محرم حرمت والا مہینہ تھا اس میں قتال حرام تھا مشرکین عرب لوٹ مار اور قتل و غارت کرنے والے لوگ تھے۔ ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم یہ تینوں متواتر حرمت والے مہینے تھے ان تین مہینوں میں قتال سے صبر کرنا مشرکینِ عرب کے لئے بہت مشکل اور دشوار تھا انہیں جب محرم کے مہینے میں کسی سے لڑنے کی ضرورت پیش آتی تو وہ محرم کے مہینہ کو موخر قرار دے دیتے اور صفر کے مہینہ کو محرم قرار دیتے اور اصل محرم کے مہینہ میں قتال کرتے اسی طرح وہ ہر سال محرم کے مہینہ کو ایک ماہ موخر کرتے رہتے حتیٰ کہ جس سال نبی کریم ﷺ نے حج کیا اس سال گیارہ مرتبہ محرم کا مہینہ موخر ہو کر اپنی اصل ہیئت پر آچکا ہے جس ہیئت پر وہ اس وقت تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ (سعیدی، تبیان القرآن، جلد ۵، ص:۱۳۳)

۲۔ ماہِ صفر کو منحوس سمجھنا

مشرکین ماہِ صفر کو منحوس خیال کرتے تھے لڑائی اور قتل و غارت کی وجہ سے ان کے گھر خالی ہو جاتے تھے اور مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تو بجائے اس کے کہ وہ اپنے اعمال درست کرتے وہ ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے۔

۳۔ ماہِ صفر قرآن و حدیث کی روشنی میں:

قرآن کی روشنی میں:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا○(القرآن،۴:۷۹)

(اے انسان اپنی تربیت یوں کر کہ) جب تجھے کوئی بھلائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ اللہ کی طرف سے ہے (اسے اپنے حسنِ تدبیر کی طرف منسوب نہ کر) اور جب تجھے کوئی برائی پہنچے تو (سمجھ کہ) وہ تیری اپنی طرف سے ہے (یعنی اسے اپنی خرابیٔ نفس کی طرف منسوب کر)، اور (اے محبوب!) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے، اور (آپ کی رسالت پر) اللہ گواہی میں کافی ہے○

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ○(القرآن،۹:۳۶)

بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی گنتی اللہ کی کتاب (یعنی نوشتۂ قدرت) میں بارہ مہینے (لکھی) ہے جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین (کے نظام) کو پیدا فرمایا تھا ان میں سے چار مہینے (رجب، ذو القعدہ، ذو الحجہ اور محرم) حرمت والے ہیں۔ یہی سیدھا دین ہے سو تم ان مہینوں میں (از خود جنگ وقتال میں ملوث ہوکر) اپنی جانوں پر ظلم نہ کرنا اور تم (بھی) تمام مشرکین سے اسی طرح (جوابی) جنگ کیا کرو جس طرح وہ سب (اکٹھے ہوکر) تم سب پر جنگ مسلط کرتے ہیں، اور جان لو کہ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے○

حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں:

عن ابی هريرة قال :قال النبیﷺ لا عدوى ولا صفر ولا هامة

(صحیح البخاری،کتاب الطب،باب الھامۃ، رقم:۵۷۷۰، دارالمعرفۃ بیروت)

ماہِ صفر میں بلائیں، آفات اترنے اور جنات کے نزول کا عقیدہ من گھڑت ہے۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر و تاثیر میں زمانے کا کوئی دخل نہیں

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:''کوئی مرض متعدی نہیں ہوتا،نہ بدشگونی ہے ،نہ صفر اور اُلّو (کی نحوست) کی کوئی اصل ہے ۔ایک اعرابی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہﷺ پھر کیا وجہ ہے کہ اونٹ ریگستان میں ہرنوں کی طرح پھر رہے ہوتے ہیں پھر ان میں ایک خارش زدہ اونٹ داخل ہوتا ہے اور سب کو خارش میں مبتلاء کر دیتا ہے۔آپﷺ نے فرمایا پہلے اونٹ میں خارش کس نے پیدا کی تھی؟ (سعیدی،شرح صحیح مسلم،جلد ۶،کتاب السلام،باب:لا عدویٰ، رقم:۵۶۷۲،ص:۵۹۶)

۴۔ ماہِ صفر اور غلط تصورات:

اس ترقی یافتہ دور میں بھی ماہِ صفر المظفر میں نحوست سے متعلق لوگوں کے غلط نظریات ختم نہیں ہوئے بلکہ جیسے ہی اس با برکت مہینے کی آمد ہوتی ہے تو نحوست کے وہمی تصورات کے شکار بعض نادانوں کی جانب سے اس پاکیزہ مہینے سے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں پر مشتمل پیغامات پھیلائے جاتے ہیں اور اس ماہ کو انتہائی منحوس تصور کیا جاتا ہے۔

مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی فرماتے ہیں کہ

''ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے ،لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں۔خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت

ماہِ صفر میں بلائیں، آفات اترنے اور جنات کے نزول کا عقیدہ من گھڑت ہے۔اللہ تعالی کی تقدیر و تاثیر میں زمانے کا کوئی دخل نہیں۔ ماہِ صفر بھی دیگر مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے اگر ایک شخص اس مہینہ میں احکامِ شرع کا پابند رہتا ہے تو یہ مہینہ اس کے لئے مبارک ہے اور دوسرا شخص اس مہینہ میں گناہ کرتا ہے، حدود اللہ کو پامال کرتا ہے تو اس کی بربادی کے لئے اس کے اپنے گناہوں کی نحوست ہی کافی ہے

زیادہ نجس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں"۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ۳/۶۵۹)

اسلامی مہینوں کے فضائل میں شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ کا قول نقل کیا گیا ہے

کہ عوام اسے (یعنی صفر کے مہینے کو) بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا مہینہ قرار دیتے ہیں یہ عقیدہ باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔(محمد عدنان چشتی عطاری، اسلامی مہینوں کے فضائل، ص:۴۴)

تیرہ تیزی کی شرعی حقیقت:

اس کی ابتدائی تیرہ تاریخوں اور اس مہینے کے آخری بدھ کے بارے میں بھی بہت سی خلافِ شریعت باتیں مشہور ہیں مثلا ابتدائی تاریخوں میں چنے یا گندم ابال کر نیاز دلائی جاتی ہے، مخصوص تعداد میں سورہ مزمل کا ختم کروایا جاتا ہے، ساحلِ سمندر پر آٹے کی گولیاں بنا کر مچھلیوں کو ڈالی جاتی ہیں۔ان سب کے پیچھے لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ ماہِ صفر میں جو آفات و بلیات نازل ہوتی ہیں ان کاموں کے کرنے سے یہ بلائیں ٹل جاتی ہیں۔یاد رہے مصیبتیں اور آزمائشیں اللہ پاک کی طرف سے آتی ہیں اور ان کے لئے کوئی دن یا مہینہ مخصوص نہیں۔قرآن خوانی یا نیاز فاتحہ کرنا مستحب کام ہے اور ہر طرح کے رزقِ حلال پر ہر ماہ کی کسی بھی تاریخ کو کسی بھی وقت دلوائی جا سکتی ہے لیکن محض وہم کی بنا پر یہ سمجھ لینا کہ اگر تیرہ تیزی کی فاتحہ نہ دلوائی گئی اور چنے ابال کر نہ تقسیم کئے گئے تو گھر کے کمانے والے افراد کا روزگار متاثر ہو گا یا گھر والے کسی مصیبت کا شکار ہو جائیں گے یہ نظریہ بے بنیاد ہے۔

ماہِ صفر کا آخری بدھ:

(ابتدائی تیرہ تاریخوں کے علاوہ ماہِ صفر کے آخری بدھ کے بارے میں بھی بہت سی غلط باتیں مشہور ہیں جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے کہ ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ (بدھ کا دن) ہندوستان میں منایا جاتا ہے۔لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں، پوریاں پکتی ہیں، خوشیاں منائی جاتی ہیں اور کہتے ہیں کی اس روز حضور ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا اور بیرونِ مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے بنیاد ہیں بلکہ ان دنوں حضور ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا۔(بہار شریعت، حصہ ۱۶، ۳/۶۵۹)

ماہِ صفر میں بلائیں، آفات اترنے اور جنات کے نزول کا عقیدہ من گھڑت ہے۔اللہ تعالی کی تقدیر و تاثیر میں زمانے کا کوئی دخل نہیں۔ ماہِ صفر بھی دیگر مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے اگر ایک شخص اس مہینہ میں احکامِ شرع کا پابند رہتا ہے تو یہ مہینہ اس کے لئے مبارک ہے اور دوسرا شخص اس مہینہ میں گناہ کرتا ہے، حدود اللہ کو پامال کرتا ہے تو اس کی بربادی کے لئے اس کے اپنے گناہوں کی نحوست ہی کافی ہے۔

خلاصہ:

جو قومیں دینِ فطرت اسلام سے اعراض کرتی ہیں وہ اسی قدر توہمات اور بدشگونیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔یہ انسان کو اندر سے کمزور کر دیتی ہیں اس کے برعکس اللہ تعالی کی ذات پر کامل و اکمل یقین انسان کو مضبوط اور مستحکم بنا دیتا ہے پھر انسان کسی دن یا مہینے کو منحوس نہیں سمجھتا بلکہ ہر خیر و شر کا اللہ کی طرف سے ہونے کا یقین رکھتا ہے۔اس ماہ میں دیگر مہینوں کی طرح درودِ پاک کی کثرت کی جائے، نمازِ پنجگانہ کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام کیا جائے اور اوراد و وظائف کئے جائیں۔☆☆☆

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ

آپ اپنی اولاد کو تلقین کرتیں کہ مال ضرورت مندوں پر خرچ کریں

آپ کا عقد عشرہ مبشرہ میں شامل صحابی رسول حضرت زبیر بن العوامؓ سے ہوا

حضرت اسماء کی مثالی تربیت سے حضرت عبداللہ بن زبیر زہد وتقویٰ کا پیکر بنے

سعدیہ کریم

حضرت اسماءؓ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا شمار پاکیزہ صحابیات میں ہوتا ہے۔

نام ونسب:

آپ کا نام اسماء اور لقب ذات النطاقین تھا۔ آپ کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔ آپ کا نسب کچھ یوں ہے:

حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق بن ابو قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن لوی القریش۔

آپ کے نانا عبدالعزیٰ قریش کے نامور رئیس تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کی بہن تھیں اور عمر میں آپ سے چھوٹی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر صدیقؓ آپ کے حقیقی بھائی تھے۔

ابتدائی زندگی:

حضرت اسماءؓ ہجرت نبویﷺ سے ۲۷ سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد ماجد بہت ہی اعلیٰ اخلاق وکردار کے حامل اور شریف النفس انسان تھے جنہوں نے اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کی۔

قبول اسلام:

حضرت اسماءؓ نے اعلان نبوت کے کچھ ہی دن بعد اسلام قبول کرلیا اس وقت صرف سترہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے جن میں پہلے مرد حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے قبول اسلام میں آپ اٹھارویں نمبر پر تھیں۔

نکاح:

حضرت اسماء کا نکاح مشہور ومعروف صحابی رسول حضرت زبیر بن العوامؓ سے ہوا۔ جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ وہ حضور اکرمﷺ کے پھوپھی زاد اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے حقیقی بھتیجے تھے۔

ذات النطاقین کی وجہ تسمیہ:

حضور اکرمﷺ کو جب ہجرت مدینہ کا حکم ملا تو حضورﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنا ہم سفر منتخب فرمایا۔ شب ہجرت حضورﷺ نے اپنے جاں نثار چچا زاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے بستر پر سلایا اور خود سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات پڑھتے ہوئے دشمنوں کے درمیان سے گزر کر حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے۔ مشرکین کو اللہ تعالیٰ نے ایسا غافل کیا کہ انہیں خبر نہ ہوئی کہ حضورﷺ کب اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی بیٹیوں حضرت عائشہ اور حضرت اسماءؓ کے ساتھ مل کر سامان خورد ونوش درست کیا۔ حضرت اسماء نے دو تین دن کا کھانا تیار کررکھا تھا۔ اسے ایک برتن میں ڈالا اور ایک

حضرت اسماء علم و فضل کے اعتبار سے بھی بڑا اونچا درجہ رکھتی ہیں۔ ان سے 56 احادیث مروی ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت اسماء سے احادیث روایت کی ہیں ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر عروہ بن زبیر، ابوبکر عباد، عامر، فاطمہ بنت منذر، صفیہ بنت شیبہ شامل ہیں

مشکیزے میں پانی ڈالا۔ اتفاق سے کھانے والے برتن اور پانی والے مشکیزے کا منہ باندھنے کے لیے کوئی رسی نہ ملی۔ حضرت اسماء نے فوراً اپنا کمر بند (نطاق) کھول کر اس کے دو ٹکڑے کیے۔ ایک سے کھانے کا برتن کا اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ رحمت عالم ﷺ حضرت اسماء کی اس خدمت سے بہت خوش ہوئے اور انہیں ذات النطاقین کا لقب دیا۔

ہجرت مدینہ:

حضرت اسماءؓ نے حضرت عبداللہ بن ابوبکر (بھائی) حضرت ام رومان (سوتیلی والدہ) اور حضرت عائشہ کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی بعد میں حضرت زبیرؓ اپنی والدہ حضرت صفیہؓ کو لے کر مدینہ منورہ آگئے انہوں نے قبا میں مستقل اقامت اختیار کی۔

اولاد پاک:

ہجرت مدینہ کے بعد ایک عرصے تک کسی مہاجر کے ہاں اولاد نہیں ہوئی اس پر یہود مدینہ نے مشہور کر دیا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اس وجہ سے ان کا سلسلہ نسل منقطع ہو گیا ہے۔ انہی دنوں 1 ہجری میں حضرت اسماء کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی جس پر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی انہوں نے جوش مسرت میں اتنی زور سے نعرہ لگایا کہ دشت وجبل گونج اٹھے۔ یہودی سخت شرمندہ ہوگئے۔

بچے کو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں لایا گیا حضور نے کھجور چبا کر لعاب دہن کے ساتھ بچے کو گھٹی پلائی اور بچے کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ حضرت عائشہؓ نے اسی بھانجے کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھی تھی۔

حضرت زبیرؓ سے حضرت اسماء کے پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں ان کے نام درج ذیل ہیں:

عبداللہ	خدیجۃ الکبریٰ
عروہ	ام الحسن
منذر	عائشہ
مہاجر	عاصم

ان آٹھ بچوں میں سے دو بچے تاریخ میں لازوال شہرت کے حامل ہوئے جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عروہ بن زبیرؓ ہیں۔

حضرت اسماء کا فضل و کمال:

حضرت اسماء علم و فضل کے اعتبار سے بھی بڑا اونچا درجہ رکھتی ہیں۔ ان سے 56 احادیث مروی ہیں۔ جن لوگوں نے حضرت اسماء سے احادیث روایت کی ہیں ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر عروہ بن زبیر، ابوبکر عباد، عامر، فاطمہ بنت منذر، صفیہ بنت شیبہ شامل ہیں۔

حضرت اسماء کا صبر و تحمل:

حضرت اسماء کی سیرت خواتین کے لیے ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ نہایت صابرہ و شاکرہ خاتون تھیں ہجرت مدینہ کے بعد انہوں نے بہت مفلسی اور تنگدستی دیکھی تھی لیکن ہمیشہ شکر ادا کرتی رہیں۔ حضرت زبیر کی ساری متاع ایک گھوڑے اور ایک اونٹ پر مشتمل تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں بنی نضیر میں کچھ زمین عنایت فرمائی تھی جہاں وہ معاش کا سامان پیدا کرتے تھے۔ حضرت اسماء وہاں جا کر چھوہاروں کی گھٹلیاں چنتیں اور کمر پر لاد کر گھر لاتیں پھر انہیں کوٹ کر اونٹ کے

لیے خوراک بناتی تھیں۔ گھوڑے کے لیے گھاس کا انتظام کرتیں، پانی بھرتیں، گھر کے کاموں کے علاوہ باہر کے کام بھی کرتیں مگر کبھی بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ شروع شروع میں حضرت اسماء افلاس کی وجہ سے ہر چیز ناپ تول کر خرچ کرتیں سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اسماء ناپ تول کر خرچ مت کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی ناپ تول کر روزی دے گا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ارشاد کو دل و جان سے قبول کیا اور کھلے دل سے خرچ کرنے لگیں تھوڑی ہی مدت میں ان کی مفلسی دور ہوگئی۔

حضرت اسماء کی سادگی اور فیاضی:

خوشحالی کے بعد بھی انہوں نے سادگی ترک نہیں کی۔ روکھی سوکھی کھاتی اور موٹے کپڑے کا لباس پہنتی۔ ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے عراق سے واپس آئے تو مال غنیمت میں کچھ زنانہ کپڑے ملے جنہیں حضرت اسماء نے لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ مجھے موٹے کپڑے پہنایا کرو۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں سے بڑھ کر کسی کو فیاض نہیں دیکھا۔ وہ اپنی دولت خیرات میں خرچ کردیتی تھیں اور اولاد کو تلقین کرتیں کہ مال جمع کرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اسے ضرورت مندوں کی ضروریات کے لیے خرچ کردینا چاہئے۔

عبادات واخلاق:

حضرت اسماء عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ عبادت گزاری کی وجہ سے لوگ ان سے دعائے خیر کروانے کے لیے آتے تھے۔ وہ لوگوں کو دم کرتیں دعا کرتی اور ان کے سینے پر پانی چھڑکتیں انہوں نے اپنی زندگی میں کئی حج کئے۔ پہلا حج حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کیا۔ آپ نہایت راسخ العقیدہ مسلمان تھیں۔

وہ بہادر اور نڈر خاتون تھیں:

حضرت اسماء بہت بہادر اور نڈر خاتون تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد وہ اپنے شوہر اور بیٹے کے ساتھ جہاد کے لیے گئیں اور جنگ یرموک میں جنگی خدمات انجام دیں۔ حضرت سعد بن عاص کے دور میں مدینہ منورہ میں بہت بدامنی پھیل گئی تو وہ اپنے سرہانے خنجر رکھ کر سویا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی شہادت تاریخ کا ایک دردناک باب ہے لیکن اس وقت بھی حضرت اسماء نے جس حق پرستی، بے خوفی، صبر و رضا اور جرات ایمانی کا ثبوت دیا وہ ان کی زندگی کا روشن باب ہے اور موجودہ معاشرے کی خواتین کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہی کی تربیت کا اثر تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر علم وفضل، زہد وتقویٰ، حق گوئی اور بے خوفی کا ایک مثالی پیکر بنے۔

وصال:

اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے ساتویں دن یا بعض روایات کے مطابق ۲۰ دن کے بعد حضرت اسماء نے وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر ۱۰۰ برس کے قریب تھی لیکن تمام دانت سلامت تھے۔ ہوش وحواس درست تھے۔

حضرت اسماءؓ کی زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے نصیحت کے بیش بہا موتی پوشیدہ ہیں۔ آپ نے پوری زندگی صبر اور شکر کا دامن تھامے رکھا۔ آپ نے اپنی طویل زندگی میں بے شمار نشیب وفراز دیکھے، انہوں نے دور جاہلیت بھی دیکھا، دور رسالت اور خلفائے راشدین کا عہد باسعادت بھی دیکھا، اپنے بیٹے کا مختصر دور خلافت بھی دیکھا اور ان کی المناک شہادت بھی دیکھی۔ آنے والی ہر مصیبت پر صبر کیا۔ ہر موقع پر بے پناہ عزم واستقلال اور جرات ایمانی کا مظاہرہ کیا۔ بلاشبہ وہ تاریخ اسلام کی ایک عظیم الشان شخصیت ہیں۔ ان کا درخشندہ کردار مسلمان خواتین کے لیے تا قیامت مشعل راہ بنا رہے گا کیونکہ ہمیں ایسی ماؤں کی ضرورت ہے جو بدترین حالات میں بھی صبر و استقلال، صدق وصفا، جرات و دلیری اور حق وصداقت کے چراغ روشن رکھ سکیں۔

☆☆☆☆☆

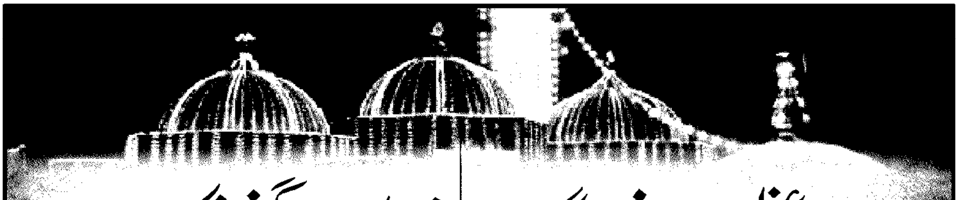

عظیم صوفی بزرگ بابا فرید الدین گنج شکرؒ

آپ کے مریدین میں حضرت نظام الدین اولیاء جیسی شخصیت شامل ہے

برصغیر میں اسلام صوفیائے کرام کے انسان دوست کردار کی بدولت عام ہوا

ساجدہ کوثر نعیمی

اسلام ہم تک صوفیائے کرامؒ کے ذریعے پہنچا۔ برّصغیر میں جن صوفیائے کرامؒ کے نام آتے ہیں۔ ان میں چیدہ چیدہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ، حضرتِ خواجہ نظامؒ الدین اولیاؒ، حضرتِ سلطان باہوؒ، داتا علی ہجویریؒ، پیر مہر علی شاہؒ، بابا سخی شہباز قلندرؒ کے نام شامل ہیں انہی ہستیوں میں ایک ہستی بابا فرید گنجِ شکرؒ بھی ہیں۔

سلسلہ چشتیہ کی تاریخ میں حضرتِ بابا فرید گنجِ شکرؒ کا منفرد مقام ہے۔ حضرتِ خواجہ معین الدین اجمیریؒ نے دین اسلام کی آبیاری کرتے ہوئے ہندوستان میں اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ حضرتِ خواجہ بختیار کاکیؒ نے دہلی اور اسکے گردو نواح میں اسلام کا بول بالا کیا مگر بابا فریدِ گنج شکرؒ نے ان صوفیاء کی جدو جہد کو نیٹ ورک اور استحکام دیا۔

آپ کی حالاتِ زندگی کا سارا مواد مبہم ہے۔ ہر طرف جنگ و جدل کا ماحول اور انسانیت بکھری ہوئی تھی مگر بابافرید الدین گنجِ شکر بہ بانگِ دہل احیائے دین کیلئے اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی سب کو پیغامِ محبت دیا۔ ایک دفعہ ایک عقیدت مند جب تحفے میں قینچی لے کر آیا تو بابا فریدؒ کہتے ہیں۔ مجھے تحفہ دینا ہے تو سوئی دو میں کاٹنے والا نہیں ہوں بلکہ میں جوڑنے والا ہوں۔ آپ کا سلسلہ ہائے نسب حضرتِ سلطان ابراہیم ادھمؒ سے ہو کر حضرتِ عمرؓ سے جا ملتا ہے۔

بارھویں صدی میں زمانہ عجم طوائف الملو کی کا شکار تھا۔ برّصغیر سونے کی چڑیا تھی اور ہر کوئی اسے اچک لینے کی دھن میں تھا۔ ترکی، ایرانی اور راجپوت سب ہی برّصغیر پرحملہ آور نظر آتے تھے۔ ہر کوئی اس سونے کی چڑیا کو شکار کرنے کی فکر میں مارامارا پھرتا تھا۔

تاریخ کی ورق گردانی کرتے وقت ایک خاندان جس کا وڈیرہ قاضی شعیب کابل سے ہجرت کر کے لاہور آ کر آباد ہوا اور پھر وقت کا دھارا اس خاندان کو قصور لے آیا۔ جہاں قصور کے قاضی صاحب اپنا اثر رسوخ استعمال کر کے قاضی شعیب صاحب کو کھتوال (ملتان کے قریب ایک شہر) میں قاضی کے عہدے پر ملازمت دلوا دی چنانچہ قاضی شعیب اپنے کنبے کے ہمراہ کھتوال ہجرت کر آئے اور پھر کسی مکان کی بنیاد کی اینٹ کی طرح وہیں کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔

قاضی شعیب کے بڑے بیٹے کا نام جمال الدین سلیمان تھا جنکی شادی وہاں کے ایک معمرّ خاندان میں شیخ وجیہ الدین الجندی کی صاحبزادی قرسم بی بیؒ سے ہوگئی۔ جن سے تین بیٹے تولد ہوئے۔ جن میں سب سے بڑے بیٹے عزیز الدین، دوسرے فریدالدین اور سب سے چھوٹے نجیب الدین تھے جن میں درمیانے بیٹے بابا فریدِ گنج شکر کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرتِ بابا فرید گنجِ شکر کے لیے ولایت کی پہلی سیڑھی آپ کی اپنی والدہ تھیں۔ جو بڑی مستجاب الدعوات اور

پارسا خاتون تھیں۔اپنی والدہ کی زیرِ نگرانی آپؒ نے توکل اور محبتِ الٰہی کی منزلیں طے کیں۔آپؒ کی والدہ کی پارسائی کا یہ عالم تھا کہ ایک رات آپؒ کے گھر میں چور گھس آئے۔خدا کا کرنا یہ ہوا کہ گھر میں گھستے ہی چوروں کے سردار کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔یہ عذاب دیکھ کر چوروں کا ٹولہ سہم گیا۔توبہ تائب کی۔منت سماجت پر ان کے سردار کی آنکھوں کی بینائی واپس آگئی۔انہوں نے تقدس اور پارسائی کا جو نور بابا فریدؒ کی والدہ کے چہرے پر دیکھا اس سے چوروں کا گروہ اتنا متاثر ہوا کہ وہیں بی بی جی کے سامنے تائب ہوا۔اپنے گناہوں سے توبہ کی اور بقیہ زندگی دیانت داری میں گزار دی۔

آپؒ کی ریاضت کی مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ آپ کے دادا سلطان الہند حضرتِ خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے نواسے حضرتِ وحید الدین اجمیر سے پیدل چل کے پاکپتن بابا فریدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حلقہ مریداں میں شامل ہونے کیلیے بیعت کی گزارش کی

اس برگزیدہ بندی کے زیرِ تربیت بابا فریدِ گنج شکر کی زندگی کا ایک واقعہ ہے کہ والدہ نے اپنے بیٹے کو صوم و صلوات کا پابند بنانے کا ایک طریقہ سوچا۔کم سنی میں آپ کو شکر بہت پسند تھی۔ والدہ نے اس عادت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہر روز مصّلے کے ایک کونے کے نیچے ایک شکر کی پڑیا رکھ دیتیں۔آپؒ جب نماز سے فارغ ہوتے تو والدہ مصّلے کا وہ کونا جہاں والدہ نے پڑیا رکھی ہوتی وہ اٹھاتیں اور شکر کی پڑیا بیٹے کو تھماتے وقت بیٹے سے یہ کہتیں۔فرید یہ پڑیا اللہ نے تمہیں نماز پڑھنے پر عطا کی ہے۔ایک مدت تک یہ معمول رہا۔ایک دن خدا کا کرنا یہ ہوا کہ والدہ مصّلے کے نیچے پڑیا رکھنا بھول گئیں اور کسی کام سے محلے میں نکل گئیں۔عین نماز کے وقت یاد آیا کہ پڑیا تو مصّلے کے نیچے رکھی نہیں۔چار و ناچار بھاگتی جو گھر پہنچیں اور دل میں یہ دعا کی کہ اے مالک فرید کو تیری نماز کا عادی بنانے کا طریقہ سوچا ہے اس پر میرا بھرم رکھنا۔ادھر بابا فریدؒ حسبِ معمول نماز سے فراغت پا کر مصّلے کا کونا جو اٹھایا تو پڑیا وہاں موجود تھی اور اس شکر کا ذائقہ کچھ الگ سی مٹھاس لیے ہوئے تھا۔جس کا تذکرہ جب بابا فریدؒ نے ماں سے کیا کہ روز شکر ملتی ہے لیکن آج کی شکر کی پڑیا کا ذائقہ شیرینی میں جدا تھا یہ سن کر ماں کی آنکھوں سے احساسِ تشکر میں آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور یوں بابا فریدؒ گنجِ شکر کے لقب سے مشہور ہوگئے۔کم سنی سے ہی عبادت کا یہ عالم تھا کہ اجودھن کتابوں میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ مسجد کے باہر ایک کونے میں آپؒ زیادہ وقت مصروفِ عبادت رہتے۔کچھ ہی عرصے میں کھتوال اور اجودھن کے قرب و جوار میں آپ کے زہدو ریاضت کا چرچہ ہونے لگا۔خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس وقت کے معروفِ زمانہ علم و حکمت کے منبعِ رشدو ہدایت صوفی جلال الدین تبریزی کا اجودھن سے گزر ہوا۔ اللہ والوں کی اپنی ایک الگ دنیا ہوتی ہے جس میں سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔آپؒ بزرگوار نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس قصبے میں کوئی اللہ کا ولی ہے۔تو لوگوں نے نفی میں جواب دیا۔اتنا کہا کہ اللہ کا ولی تو کوئی نہیں۔ ایک قاضی کا بچہ فریدؒ جو مسجد کے باہر کونے میں ہمہ وقت ہوحق اور صوم و صلوات میں ڈوبا رہتا ہے۔ جلال الدینؒ اسے دیکھنے گئے۔ راستے میں کسی عقیدت مند نے ایک انار تحفے میں دیا جو اس صوفیؒ نے بابا فریدؒ کو پیش کیا جسے یہ کہہ کر لینے سے انکار کردیا کہ میرا روزہ ہے۔اس صوفیؒ نے وہ انار توڑکر بچوں میں تقسیم کر دیا۔ افطاری کے وقت اسی انار کا ایک دانہ زمین پر پڑا ملا جس سے بابا فریدؒ نے روزہ افطار کیا اس دانے کو کھاتے ہی آپؒ کی دنیا ہی بدل گئی پھر بابا فریدؒ نے جہاں سے بھی فیض ملا اپنی بساط سے بڑھ کر سمیٹا، مخزنِ فیض کے ایک برّاعظم سے نکلتے تو دوسرے میں پہنچ جائے کہنے کو تو بابا فریدؒ کھتوال میں تھے لیکن ریاضتوں اور مجاہدوں نے

انہیں قرب و جوار کے شہروں اور قصبوں میں پہنچا دیا کہ اس دور کے مشہور بزرگ حضرتِ بہاؤالدین زکریا ملتانی بھی آپ کو ملنے کے متمنّی ہوئے۔ اس کے باوجود عاجزی کا دامن بابا فریدؒ نے کبھی نہ چھوڑا۔ آپؒ حضرتِ خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ کے دستِ تلمذ میں رہے۔اٹھارہ سال کی عمر میں کھتوال سے نکل کر ملتان آ گئے۔ وہاں حضرتِ مولانا منہاج ترمزیؒ کے حلقہ تلامذہ رہے۔ آپؒ ہر رات ایک قرآن ختم کرتے۔ ایک مرتبہ قدرت مائل بہ کرم تھی۔ بابا فریدؒ مسجد کے صحن میں بیٹھے کتابِ نافع کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ایک درویش آپ کے پاس آئے اور پوچھا کیا پڑھ رہے ہو۔کہا حضور پڑھ رہا ہوں ۔درویش نے مسکرا کر پوچھا کیا کتاب تمہیں کوئی نفع دے گی، سوال عطائی تھا۔بابا فریدؒ نے بھی دامنِ گدائی دراز کیا کہا کہ اس سے نہیں آپ کی نظرِ کرم اور فیض قدمی سے نفع ہوگا پھر بابا فریدؒ نے تھوڑ ی ہمت کرکے اپنی مشکلات پیش کیں۔ جس کا درویش نے چشمِ زدن میں ان کا حل پیش کر دیافرطِ اشتیاق میں بابا فریدؒ نے کہا حضور آپ کا اسمِ گرامی کیا ہے؟ تو درلیش نے کہا میں قطب الدین بختیار کاکیؒ ہوں۔ پوچھا کہاں کا قصد ہے۔ درویش نے جواب دیا۔ دہلی جا رہا ہوں۔ اس پر حضرت بابا فریدؒ نے کہا: اب یہ فریدؒ آپؒ کا ہوا اور یوں حضرتِ بابا فریدؒ حضرتِ خواجہ بختیارِ کاکیؒ کے مرید ہوئے جو خواجہ معین الدین اجمیریؒ کی غلامی میں تھے۔

اور پھر اس شیخِ کامل نے اپنی تربیت میں ریاضت کا ایک چلہ جسے معرفت کی زبان میں چلہ معکوس کہتے ہیں وہ کروایا۔اس کے بعد پھر عبادت کی چاشنی بڑھ گئی۔جو آپؒ کی شخصیت کا حصہ بن گئی۔بعض روایت میں آتا ہے کہ ساری عمر روزہ رکھتے رہے۔بعض دفعہ یوں بھی ہوا کہ وقت افطار کھانے کو کچھ نہ ملا اور اسی میں رات بیتی کہ وقتِ سحری بھی اسی حالت میں اگلے دن کا روزہ رکھ لیا۔

آپؒ کی ریاضت کی مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ آپ کے دادا پیرسلطان الہند حضرتِ خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے نواسے حضرتِ وحید الدین اجمیر سے پیدل چل کے پاکپتن بابا فریدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اورحلقہ مریداں میں شامل ہونے کیلیے بیعت کی گزارش کی۔آپؒ نے عرض کی۔حضورؒ میں تو آپؒ کے گھر سے ایک ذرہ مانگ کے لایا ہوں۔آپؒ کے گھر کا سوالی آپؒ کو کیسے اپنا مرید کر سکتا ہے۔یہ سن کر حضرتِ وحید الدینؒ قدموں میں گر گئے۔نہائت عاجزی سے کہا کہ آپؒ کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا جس کے حلقہ مریداں میں جاؤں۔میں آپؒ کو نہیں چھوڑ سکتا۔

بابا فریدؒ کی ساری زندگی نیاز مندی میں گزری۔ ہمیشہ نا مساعد حالات کے نرغے میں رہے مگر اس کے باوجود آپؒ نے ساری زندگی فقر میں گزاری۔

بابا فریدؒ کی ساری زندگی نیاز مندی میں گزری۔ ہمیشہ نا مساعد حالات کے نرغے میں رہے مگر اس کے باوجود آپؒ نے ساری زندگی فقر میں گزاری۔ آپؒ حکامِ وقت کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے رہے۔ شعبان المعظم ۶۶۳ہجری بمطابق مئی ۱۲۶۵ء بیماری نے آ گھیرا۔ شدید عارضے میں بھی آپؒ نماز با جماعت ادا کرتے رہے انہی ساعتوں میں محرم کا چاند نظر آ گیا۔ ۵ محرم الحرام۶۶۴ ہجری بمطابق ۱۷ اکتوبر ۱۲۶۵ءسجدے کے عالم میں یاحی و یا قیوم کا ورد کرتے کرتے اپنے تسلیمِ جاں کے باب سے گزر کر آپ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

حوالہ جات

۱۔فیضانِ بابا فرید گنج شکرؒ
۲۔سیر اولیاء مترّجم
۳۔انوارِ فریدؒ
۴۔اقتباساتِ انوار
۵۔ تذکرہ اولیائے پاکستان

☆☆☆☆☆

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ (سسٹرز یوم تاسیس)

تحریک پاکستان میں طلبہ نے مرکزی کردار ادا کیا

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ تشنگانِ علم کی تحریک ہے

اقراء یوسف جامی (صدر ایم ایس ایم سسٹرز پاکستان)

کسی بھی قوم کی نشوونما، فلاح، اصلاح اور بقاء کا اندازہ لگانا ہو تو سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ قوم، معاشرہ اور وہ ریاست، تعلیم اور طلباء کو کتنی اہمیت اور وقعت دیتی ہے۔ تحاریک انقلاب اس بات کی شاہد ہیں کہ وہ ہی تحریک انقلاب کی منزل تک پہنچی جن کی تحریک کی اصل روح طلباء تھے۔ تحریک پاکستان میں طلباء کا کردار اس کی زندہ و جاوید مثال ہے۔ قیامِ پاکستان میں قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ طلباء کا کردار ہراول دستے کا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ قائداعظم ہمیشہ طلباء سے بہت پیار کرتے تھے۔

تحریک منہاج القرآن کا یہ خصوصی اعزاز رہا ہے کہ اس تحریک اور قائد تحریک نے اپنی نظریہ اور فکر کا محافظ و وارث اپنی طلباء تنظیم کو بنایا۔ بانی و سرپرست تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری فرماتے ہیں۔

''ہر معاشرے میں طلباء قیمتی اثاثہ ہوتے ہیں، اور طلباء ہی تحریکوں کی زندگی کا ہراول دستہ ہیں''۔

'' اس عظیم تحریک میں بالعموم طلباء اور بالخصوص مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ ہماری تحریک کا نیوکلیئس ہیں''۔

''انقلاب کی راہ کا ہر اول دستہ ہیں۔ ہماری تحریک کا سرمایہ ہیں۔ ہمارا سہرا ہیں، قابلِ فخر اثاثہ ہیں۔ یہ اس تحریک کا ناز ہیں۔

عصر حاضر میں طلباء جس تیزی سے ملحدانہ افکار کی جانب بڑھ رہے ہیں ایسے میں انہی طلباء تنظیموں کا کردار نہایت اہم ہے جو متوازن افکار کو پروان چڑھا رہی ہوں۔

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ، طالبانِ علم کی تحریک ہے اور حیاتِ انسانی بھی دو ہی پہلوؤں پر استوار ہے۔ ایک علم، اور دوسرا عمل۔ علم بنیاد ہے تو عمل اس بنیاد کی تعمیر، علم درخت ہے تو عمل اس کا پھل ہے۔ علم ایک ایسا نور ہے جو ذہن کو روشن کرتا ہے، دل کو روشن کرتا ہے، دماغ کو روشنی سے منور کرتا ہے۔ حقیقی طور پر طالبانِ علم کہا طلاب کو جاتا ہے جو علم کا یہ نور خود میں اتار چکے ہوں، جو سرتا پا اس نورِ حقیقی میں ڈھل چکے ہوں جو ما سوائے علم کے کہیں اور سے حاصل نہیں ہوتا۔ اور اگر آپ طالبانِ علم یا طلباء کے لقب کے معیار پر پورا اترنے والوں سے ملنا چاہیں تو وہ ہمیں مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

یہی نوجوان نسل معاشرے کی وہ بنیاد ہے، جو اپنے پختہ کردار سے اور عزم وفکر سے معاشرے کی تعمیر و اصلاح کا بیڑہ سر پر اٹھائے کٹھن راستوں کے مسافر ہیں۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ نے کسی بھی تحریک کے بنیادی مقاصد کا اندازہ لگانا ہو تو سب سے پہلے دیکھئے کہ اس جماعت وتحریک کا بانی و سرپرست اپنے طلباء اور نوجوان نسل کو کس راہ کی تاکید کرتا ہے۔ اور خوش قسمتی سے جیسے بانی و سرپرست تحریکِ منہاج القرآن اور مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کو میسر ہے دنیا میں کسی اور طلباء تنظیم کو حاصل نہیں، یہ ان کی نصیحت اور ان کا کردار ہی ہے کہ آج کی نوجوان نسل اپنے کردار سے آگاہ ہے۔

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ: فکری انقلاب کی پیامبر:

آج ریاستِ پاکستان اور ہمارا معاشرہ فکری پستیوں کو چھو رہا ہے۔ مگر یہ اعزاز مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کو حاصل ہے کہ وہ اپنے قائد کے توسط سے فکری انقلاب کی طرف گامزن ہیں۔ اس وقت دین بچانے کے لئے بھی اک انقلاب کی ضرورت ہے۔ آج ایمان، عقیدہ اور اس معاشرے کی نوجوان نسل کو بچانا وقت کی آواز ہے۔ دین سے قائم تعلق کو بچانے کے لئے انقلاب کی ضرورت ہے رسول پاک ﷺ کے ساتھ تعلق و نسبت کو بچانا ہے۔ قرآن جو چشمہ ہدایت ہے اس کے ساتھ اپنا تعلق استوار کر کے اسے بچانے کی ضرورت ہے۔

قائدِ انقلاب اسی سلسلے میں مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے شاہینوں اور ابابیلوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ایسی سوسائٹی جہاں چاروں اطراف سے جہالت، ظلمت اور تاریکی کی جنگ لڑی اور پھیلائی جا رہی ہے۔

اس ماحول میں مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے طلباء علم و ہدایت اور محبت و الفت کی شمعیں لے کر نکلیں، اگر آپ کی شمع اس ظلم و جہالت کی تاریکی کو شکست دے دے تو آج کے ماحول میں اس سے پاکستان میں بڑا انقلاب کیا ہوگا؟ اس تحریک کا راستہ دشوار راستہ ہے۔ دشوار اس لئے ہے کہ ہمارے اندر سرے سے انتہا پسندی کا بیج ہی نہیں ہے۔ نہ ہم مذہبی انتہا پسند ہیں اور نہ ہی ملحدانہ افکار رکھتے ہیں۔

ہم Moderate (الوسطیہ) ہیں۔ توسط و اعتدال کے حامل ہیں۔ جہاں سوسائٹی دو سمتوں سے مذہبی اور لادینی انتہا پسندی کی چکی میں پس رہی ہو وہاں اپنی توازن و اعتدال پر مبنی سوچوں کے ساتھ زندہ رہنا اور اس کو فروغ دینا بذاتِ خود بہت بڑا جہاد ہے اور یہ پیغمبرانہ کام ہے۔ اور انہیں حالات میں پیغمبرانِ کرام ہمیشہ اعتدال اور Tolerance کا پیغام لے کر آتے ہیں''۔

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ روایت و جدت کی امین

بالعموم پوری دنیا اور بالخصوص پاکستان میں طلباء تنظیموں کا مطالعہ کیا جائے تو کسی ایک نقطہ پر چلتی نظر آتی ہیں یا تو وہ تحاریک بالکل ہی دنیاوی مقاصد کے لئے کام کر رہی ہوتی ہے اور طلباء کو دنیاوی فائدے کی باتوں اور تعلیمات سے روشناس کرواتی ہیں یا پھر ان کا رجحان باقی سب حقیقتوں سے کٹ کر بس مذہب ہی ہوتا ہے۔ اِن کا کام یک نکاتی ایجنڈا ہوتا ہے۔ وہ دنیا ہو یا پھر مذہب، باقی سب کچھ دماغ سے نکال دیا جاتا ہے اور یہ بھی بڑا آسان کام ہے یا دماغ کو نفس سے الگ کر دیا جاتا ہے جو فیصلہ دماغ کرے وہی قابلِ قبول ہے اور دماغ اور نفس کو یہ بات بھلی لگتی ہے کیونکہ یہ چیز آفاقی دین کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اسی پہلو پر بات کرتے ہوئے قائدِ انقلاب فرماتے ہیں۔

''آج بھی ایک طرف Religious Extremism اور دوسری طرف Secular Extremism ہے اور ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم Traditional Rationalism کے حامل ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم ایک طرف قرآن و سنت کی بنیاد اور روشنی میں قائم روایت کے حامل ہیں اور صحابہ کرام اہلِ بیت و اطہار، آئمہ کرام تابعین، اولیاء، محدثین اور صالحین کی روایت کے امین ہیں اور دوسری طرف ماضی میں کھوئے رہنے والے نہیں بلکہ ماضی کو حال سے اور حال کو مستقبل سے ملانے کی تجدید یعنی جدت کے امین ہیں پس ہم قدامت اور جدت کو جوڑ کر چلنے والے ہیں۔

یاد رکھیں! ہم جامد قدامت پر یقین نہیں رکھتے۔ بلکہ ہم متحرک Traditionalism میں یقین کرتے ہیں۔ جس میں ہمیشہ تحرک اور تسلسل رہا ہو۔ ہر تسلسل اس کے اندر جدت پیدا کر دیتا ہے یعنی ایک صدی کا روایتی ورثہ جب اگلی صدی میں منتقل ہوتا ہے تو وہ اس کی تجدید ہو جاتی ہے۔ ہماری جدت ہمارے قدامت کے اندر ہی ہے۔ ہم نے قدامت اور جدت میں اعتدال پیدا کیا ہے۔

ہم ایسے زمانے میں ہیں جو گلوبلائزیشن کا دور ہے۔ اس گلوبلائزیشن کے دور میں Developments جہاں Positive values کی شکل میں رونما ہوتی ہیں وہاں اس کی خامیاں اور نقصانات بھی ہیں۔ گلوبلائزیشن کے نتیجے میں ہر اچھی بری شے آ رہی ہے۔

براہ راست کسی نہ کسی صورت میں اس کا ہم پر اثر ہو رہا ہے۔ ہم دنیا سے الگ تھلگ نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ

گلوبلائزیشن کا دور ہے نہ کہ Isolation کا۔

روحانیت اور جدید علوم کے حاملین:

مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اپنے رفقاء اور طلباء کو جدت کی راہ دکھانے کے بعد انہیں مادیت پرستی اور روحانیت سے دور نہیں کرتی بلکہ جیسے یہ موومنٹ جدت و روایت کی امیں ہے اسی طرح روحانی اور جدید علوم کی تربیت گاہ بھی ہے۔ یہ اس تحریک اور قائدِ تحریک کا فیضان ہی ہے کہ ہم سائنس و ٹیکنالوجی اور آج کی ساری جدیدیت کو قرآن و سنت کی مرہونِ منت مانتے ہیں۔ یہ طلباء تنظیم بیک وقت Religious Spiritiuality کو بھی ساتھ لے کر چلتی ہے اور جدید علوم کو بھی جو قوم سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیچھے رہ جائے وہ ختم ہوجایا کرتی ہے اسی طرح جو نوجوان سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیچھے رہ جائیں وہ اک تابناک مستقبل کے امیں نہیں ہو سکتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری اسی تناظر میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''دین کو مادیت کے تناظر میں نہیں بلکہ دین کے تناظر میں دیکھنا ہے۔ وہ دین جو آقا ﷺ، اہلِ بیت اطہار، صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور اولیاء و صالحین نے ہمیں منتقل کیا اسے بھی ساتھ رکھنا ہے اور Scientific, Philosophical اور Technological Developments کو بھی ساتھ لے کر چلنا ہے اور یہ بھی ہمارے دین اور ہمارے Concept کا حصہ ہے۔ فلاسفی سے مراد صرف ایک سبجیکٹ نہیں ہے بلکہ سوشل فلاسفی، سوشیالوجی، اکنامک اور پولیٹیکل فلاسفی بھی ہے۔

ان تمام سوشل سائنسز کی سوسائٹی میں اکنامک، گلوبل اور سوشل عوامل کے ساتھ جو بھی ڈویلپمنٹس ہورہی ہیں ہم نے ان تمام چیزوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔

ماہِ اکتوبر میں مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ ہر سال اپنا یومِ تاسیس مناتی ہے۔ہم جانتے ہیں کہ اس تحریک کی جائیداد و وراثت علم اور تحقیق ہے۔علم اور تحقیق کے وارث طلباء ہی ہوا کرتے ہیں۔ ہم اس تحریک کے وارث ہر سال کی طرح امسال بھی ہم اپنے قائد کی عزم و مقصد سے دوبارہ عہدِ وفا باندھتے ہیں۔ ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ

اے ہمارے قائد!

پاکستان کو قائدِ اعظم اور آپ کے خوابوں کی تعبیر بنائیں گے۔ ایسی تعبیر جہاں ہر نوجوان باکردار اور باعمل ہوگا۔ جہاں آپ کا ہر بیٹا اور بیٹی باحیا اور باوفا ٹھہری گی۔ جہاں ہر دم حسینؑ اور حسینیت کا پرچار ہوگا۔

ہم ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کا عہد کرتے ہیں جو نظام مصطفیٰ ﷺ کا عملی نمونہ ہوگا۔ ہم اللہ و تبارک و تعالیٰ کے ہاں شکر گزار ہیں جس نے آج کے اس یزیدیت بھرے دور میں ہمیں حسینی پرچم تلے جمع کیا۔

اس خرابے کی تاریخ کچھ بھی سہی
رات ڈھلنی تو ہے، رت بدلنی تو ہے
خیمہ خاک سے روشنی کی سواری
نکلنی تو ہے رت بدلنی تو ہے۔
کیا ہوا جو ہوائیں نہیں مہرباں،
اک تغیر پہ آباد ہے یہ جہاں
بزم آغاز ہونے سے پہلے یہاں
شمع جلنی تو ہے، رت بدلنی تو ہے
ابر کے سلسلے، اور پیاسی زمیں
آگ بجھتی ہے پانی سے سورج نہیں
کہساروں پہ جمی ہوئی برف اک دن
پگھلنی تو ہے، رت بدلنی تو ہے

(سلیم کوثر)

☆☆☆☆☆

تعزیت

تحریک منہاج القرآن کے دیرینہ رفیق محترم منور حسین شاہ شاکر (کھروٹہ۔ سیالکوٹ) کی زوجہ محترمہ جمیلہ بیگم قضائے الٰہی سے وصال پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا فقر میرا فخر ہے

فقراء قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا......او نشیند در حضور اولیا (مولائے روم)

جو بھی خدا کی ہم نشینی چاہتا ہے اولیاء کے حضور بیٹھا کرے

بتول مشتاق

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بے حساب کمالات اور اوصاف سے نوازا لیکن آپ ﷺ نے اپنی کسی خوبی پر فخر نہیں کیا صدق پر نہ عدل پر، تقویٰ پر نہ صبر پر سخاوت پر نہ شجاعت پر، توکل پر نہ فصاحت و بلاغت پر حسن پر نہ صادق اور امین پر اور نہ ہی نسب حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں اللہ کا حبیب ہوں لیکن اس پر فخر نہیں''۔ (مشکوۃ المصابیح)

آپ ﷺ نے فخر فرمایا تو صرف اس شان پر کہ ''الفقر فخری''۔ فقر میرا فخر ہے۔

فقر مقامات و احوال صوفیاء میں سے چوتھا مقام ہے اور اس تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے تین مقامات پر عمل کیا جائے ان میں سے پہلا مقام توبہ دوسرا ورع اور تیسرا زہد ہے جو اس سے قبل بیان کیے جا چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فقراء کی عظمت بیان کرتے ہوئے قرآن پاک میں فرماتا ہے:

لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ .

''(خیرات) ان فقراء کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں (کسبِ معاش سے) روک دیے گئے ہیں وہ (امورِ دین میں ہمہ وقت مشغول رہنے کے باعث) زمین میں چل پھر بھی نہیں سکتے ان کے (زُھداً) طمع سے باز رہنے کے باعث نادان (جو ان کے حال سے بے خبر ہے) انہیں مالدار سمجھے ہوئے ہے، تم انہیں ان کی صورت سے پہچان لو گے، وہ لوگوں سے بالکل سوال ہی نہیں کرتے کہ کہیں (مخلوق کے سامنے) گڑگڑانا نہ پڑے، اور تم جو مال بھی خرچ کرو تو بے شک اللہ اسے خوب جانتا ہے''۔ (البقرہ،۲: ۲۷۳)

حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يدخل الفقراء الجنة قبل الاغنياء بخمس مائة عام نصف يوم. (ترمذی، ۲۳۵۳)

''فقراء مال دار لوگوں سے پانچ سو سال (یعنی قیامت کا) نصف دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے''۔

فقراء کے فضائل:

فقراء اللہ کے بندوں میں سے چنے ہوئے لوگ ہوتے ہیں اور اس کی مخلوق کے درمیان اسرار و رموز کا محل ہوتے ہیں۔ اللہ ان کی وجہ سے مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے اور ان کی برکتوں کے باعث ان پر رزق کشادہ کرتا ہے۔

فقراء وہ صبر کرنے والے ہیں جو قیامت کے دن اللہ کے ہم نشین ہوں گے۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لكل شیء مفتاح ومفتاح الجنة حب المساكين والفقراء الصبرهم جلساء الله يوم القيامة.

''ہر چیز کی چابی ہے اور جنت کی چابی مسکین

لوگوں سے محبت کرنا ہے اور صبر کرنے والے فقراء قیامت کے دن اللہ کے ہم نشین ہوں گے''۔ (کنزالعمال، ۱۶۵۸۷)

اس سے بڑھ کر فقراء کی فضیلت اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ قیامت کے روز اللہ کے ہم نشین ہوں گے۔

حضرت معاذ نسفیؒ فرماتے ہیں: لوگ جو بھی عمل کریں گے اللہ ان کو ہلاک نہیں کرے گا جب تک وہ فقراء کی توہین نہیں کریں اللہ ان کو ذلیل نہ کرے گا۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ رب العزت کے ہاں فقراء کا مقام و مرتبہ کتنا بلند ہے اور اللہ ان کی عزت کرنے والوں کو نوازتا ہے اور ان کی توہین کرنے والوں کو ہلاک کردیتا ہے۔ فقر کے بارے میں حضورﷺ نے فرمایا:

''ایک مومن فقر کو اس خوبصورت لگام سے بھی زیادہ سجاتا ہے جو گھوڑے کے چہرے پہ ہوتی ہے''۔ (طبرانی شریف)

فقر سے متعلق اقوال:

حضرت ابراہیم بن قصار فرماتے ہیں: فقر ایک لباس ہے جب بندہ حقیقتاً اس میں داخل ہوجائے تو اس سے رضا پیدا ہوتی ہے۔

حضرت حمدون قصار فرماتے ہیں: جب ابلیس کا لشکر اکٹھا ہوتا ہے تو وہ کسی بات پر اس قدر خوش نہیں ہوتے جس قدر ان تین باتوں پر خوش ہوتے ہیں۔

۱۔ کوئی مومن کسی مومن کو قتل کرے۔
۲۔ کوئی شخص کفر پر مرے۔
۳۔ ایسا دل جس میں محتاجی (فقر) کا خوف ہے۔

حضرت جعفرؒ فرماتے ہیں حضرت رویم سے فقیر کی تعریف کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''نفس کو احکام الٰہیہ میں چھوڑ دینا''۔

یعنی اللہ کے حکم کے آگے نفس کو زیر کردینا اور اللہ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کردینا۔

فقیر کی صفات:

فقیر کی تین صفات ہیں:

۱۔ اللہ کے رازوں کی حفاظت کرنا۔
۲۔ اس کی طرف سے عائد فرائض کی ادائیگی کرنا۔
۳۔ اپنے فقر کی حفاظت کرنا۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں اللہ کے بندے پر ناراضگی کی علامت اس کا فقر سے ڈرنا ہے۔

اور حضرت بشر بن حارث حافیؒ فرماتے ہیں: سب سے افضل مقام یہ ہے کہ بندہ قبر تک فقر پر صبر کرنے کا عزم کرے۔

حضرت ابو حفصؒ فرماتے تھے: بندہ اپنے مولیٰ تک پہنچنے کے لیے سب سے بہترین وسیلہ جو اختیار کرتا ہے وہ ہر حالت میں ''فقر'' کو دائمی طور پر اختیار کرنا ہے نیز تمام کاموں میں ''سنت'' کو اختیار کرے اور حلال طریقے سے ''رزق'' تلاش کرے۔

حضرت ابوالحسین نوریؒ فرماتے ہیں: فقیر کی صفت یہ ہے کہ اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اسے سکون ملے اور جب کچھ ہو تو وہ ایثار کرے''۔

حضرت یحییٰ بن معاذؒ کے پاس فقر اور غنا کے بارے میں تذکرہ چھڑا تو انہوں نے فرمایا: قیامت کے دن نہ فقر کا وزن ہوگا نہ غنا کا بلکہ صبر اور شکر کا وزن ہوگا پس کہا جائے گا کہ اس نے شکر ادا کیا، اس نے صبر کیا۔

حضرت محمد بن علی کتانی فرماتے ہیں: مکہ مکرمہ میں ہمارے پاس ایک نوجوان تھا جس نے پرانا لباس پہنا ہوتا تھا اور وہ ہم سے میل جول نہیں رکھتا تھا۔ میرے دل میں اس کی محبت و تعظیم پیدا ہوگئی اور مجھے حلال طریقے سے دو سو درہم حاصل ہوئے جن کو میں اس کے پاس لے گیا اور اس کی جائے نماز پر رکھ دیے میں نے اس سے کہا یہ درہم مجھے حلال طریقے سے ملے ہیں تم ان کو اپنے کسی کام میں خرچ کرو۔ اس نے مجھے غضب ناک نگاہ کے ساتھ دیکھا پھر اس نے وہ بات ظاہر کی جو مجھ سے چھپا رہا تھا اور کہا کہ میں نے اللہ کے ساتھ اس مجلس کو فراغت کے ساتھ ستر ہزار دینار کے بدلے خریدار ہے۔ (یعنی میں اپنا سارا مال اس کی راہ میں قربان کرکے اس تک پہنچتا ہوں) جاگیر اور غلہ اس کے علاوہ ہے تو آپ نے مجھے چند درہموں کے ذریعے اس سے دھوکہ دینا چاہتے ہیں اس نے اٹھ کر ان کو بکھیر دیا اور وہاں سے چلا گیا۔ غرض فقراء دنیاوی حرص ولالچ سے بے نیاز صرف اللہ کی رضا میں راضی ہوتے ہیں۔☆☆☆☆

آپ کی صحت

ہیپاٹائٹس سے بچنے کیلئے صفائی اور صاف پانی کا استعمال اہم ہے

ہیپاٹائٹس کے مریض چکنائی اور مصالحہ دار اشیاء سے مکمل پرہیز کریں

بخار، تھکاوٹ، بھوک نہ لگنا، پیلاہٹ، سر درد ابتدائی علامات ہیں

وشاء وحید

ایک رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں ہپا ٹائٹس سے روزانہ مرنے والوں کی تعداد 4000 ہے اور اس میں کمی ہونے کے بجائے روزانہ اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے جس کی اہم وجہ احتیاطی تدابیر سے آگاہی نہ ہونا اور لاپرواہی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک پاکستان میں اس بیماری کی شرح دوسرے ممالک کی نسبت 80% ہے۔ 28 جولائی 2019ء کی رپورٹ کے مطابق بارہ لاکھ افراد پاکستان میں اس بیماری کا شکار ہیں۔ جس میں سے زیادہ تر تعداد ان لوگوں کی ہے جو مزدور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ (39.4%) اور ان میں سے 71.4% لوگ تعلیم یافتہ بھی نہیں ہیں۔ 70% خواتین ہپاٹائٹس سی کا شکار ہیں۔

دنیا بھر میں لوگ اپنی معیشت کا بیشتر حصہ بیماری کے علاج کے بجائے بیماری سے بچاؤ کے لیے وقف کررہے ہیں لیکن ہمارے ملک میں اس کے برعکس ہے۔ ہمارے ملک میں ملکی سرمائے کا ایک بڑا حصہ ایسی بیماریوں کے علاج و ادویات اور ان کے علاج میں استعمال جدید آلات میں ضائع ہوجاتا ہے جن کا شاید دنیا کے بہت سے ممالک میں خاتمہ ہوچکا ہے جبکہ ہمارے ملک میں اتنا سرمایہ لگانے کے باوجود ایسی بیماریاں ہر سال گزرے سال سے زیادہ شرح میں نمودار ہوجاتی ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ یہ بیماریاں ناقابل علاج ہیں یا ان سے بچا نہیں جاسکتا بلکہ اس کی وجہ ہمارے ہاں اس حوالے سے شعور کا نہ ہونا اور اس نتیجے میں عوام اور قانون کا سخت ردعمل سامنے نہ آنا ہے۔ آیئے سمجھتے ہیں کہ آخر ہپا ٹائٹس ہے کیا اور اس سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟

ہپا ٹائٹس:

ہپا ٹائٹس جگر کی سوجن ہے جو کہ 5 مختلف قسم میں سے کسی بھی ایک وائرس کے جسم میں داخل ہونے کی صورت میں ہوتا ہے۔ ہپا ٹائٹس جان لیوہ بھی ہوسکتا ہے اور بروقت تشخیص اور علاج کی صورت میں انسان کے جسم کے اندر اپنی مدرت پوری کر کے ختم بھی ہوسکتا ہے۔

ہپا ٹائٹس وائرس کی اقسام:

ہپا ٹائٹس وائرس 5 قسم کے ہوتے ہیں اور وائرس کے نام پر ہی ہپا ٹائٹس کی 5 اقسام کے نام رکھے گئے ہیں۔

ا۔ ہپا ٹائٹس اے:

ہپا ٹائٹس اے کا وائرس آلودہ پانی اور خوراک کے ذریعے نشوونما پاتا ہے۔ ایسے علاقے جہاں صاف پانی تک لوگوں کی رسائی نہیں ہے جہاں کے لوگ اس قسم کے ہپا ٹائٹس وائرس کا شکار ہوسکتے ہیں۔

۲۔ ہپا ٹائٹس بی:

ہپا ٹائٹس بی وائرس مریض کے خون کے تبادلے سے پھیلتا ہے چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو۔ حتی کہ اگر ماں میں یہ وائرس موجود ہے تو نوزائیدہ بچے میں داخل ہوسکتا ہے۔

۳۔ ہپا ٹائٹس سی:

ہپا ٹائٹس بی کی طرح ہپا ٹائٹس سی بھی خون کے تبادلے سے پھیلتا ہے اور ان تمام اشیاء سے جن کہ خون سے براہ راست رابطہ ہوتا ہے مثلاً انجکشن کی سوئیاں اور اس طرح کے دیگر آلات۔

ہپا ٹائٹس سی کی علامات:

۱۔ بخار	۲۔ تھکاوٹ
۳۔ پیٹ درد	۴۔ بھوک نہ لگنا
۵۔ متلی	۶۔ الٹی

۷۔ جوڑوں میں درد

۸۔ آنکھوں اور جلد کی پیلاہٹ ۹۔ سر درد

۴۔ ہپا ٹائٹس ڈی:

یہ ہپا ٹائٹس کی سب سے کم پائی جانے والی قسم ہے یہ اسی شخص میں پروان چڑھ سکتی ہے جس کو پہلے ہپا ٹائٹس بی لاحق ہوا۔

۵۔ ہپا ٹائٹس ای:

ہپا ٹائٹس ای کا وائرس آلودہ پانی اور کھانے میں موجود ہوتا ہے اور ان کے کھانے پینے سے انسانی جسم میں داخل ہوتا ہے۔

ہم آج ان اقسام میں سے سب سے زیادہ پائی جانے والی اقسام جو ہمارے ملک میں وباء کی طرح پھیل رہی ہے خاص طور پر لاہور میں ان اقسام کے بارے میں آگاہی حاصل کریں گے۔ ان اقسام میں ہپا ٹائٹس سی اور ای شامل ہیں۔

ہپا ٹائٹس ای کی علامات:

۱۔ پیٹ میں درد خاص طور پر دائیں طرف پسلیوں کے نیچے۔

۲۔ یرقان کی علامات ۳۔ بھوک کم لگنا

۴۔ تھکاوٹ و جوڑوں اور پٹھوں میں درد، بخار، متلی، الٹی وزن میں کمی

ہپا ٹائٹس سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر:

۱۔ انجکشن کو ایک بار سے زیادہ استعمال نہ کریں۔

۲۔ حجامت کے دوران دوسرے کے استعمال شدہ آلات استعمال نہ کریں۔

۳۔ جس حد تک ممکن ہو میڈیکل آلات کی صفائی کی تصدیق کریں۔

۴۔ وہ انجکشن استعمال نہ کریں جو آپ کے سامنے پیکٹ سے نہ نکالا جائے یا صحیح سے پیک نہ ہو۔

۵۔ جلد چھیدوانے والے آلات کی صفائی کی تصدیق کریں۔

۶۔ خون کے تبادلے کے وقت تمام ٹیسٹ کروا کر خون کے بیماری سے پاک ہونے کی تصدیق کرلیں۔

ہپا ٹائٹس سی سے بچاؤ اور پرہیز کے لیے کوئی مخصوص خوراک نہیں ہوتی۔ چکنائی اور اس سے بنی چیزوں سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

ہپا ٹائٹس ای:

پاکستان میں یہ وائرس تیزی سے پھیل رہا ہے۔ لاہور کے میو ہسپتال میں روزانہ 80 مریضوں میں اس کی تشخیص کی جاتی ہے۔ وہ تمام علاقے جہاں صاف پانی کی رسائی نہیں بارش کے پانی کی نکاسی کا خراب نظام اور نالوں کی صفائی کا مناسب انتظام نہیں وہ زیادہ اس وائرس کی زد میں ہیں۔

احتیاطی تدابیر:

ہپا ٹائٹس ای ہونے کی صورت میں ویسے تو یہ وائرس اپنی مدت پوری کرنے کے بعد ختم ہوجاتا ہے لیکن مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا بہتر ہے۔

۱۔ روزانہ کے کاموں میں جتنا ممکن ہو اپنے آپ کو کم تھکانا تاکہ جسم میں بیماری سے لڑنے کی طاقت موجود ہو۔

۲۔ بہت سارا پانی اور Liquid کا استعمال کریں تاکہ جسم میں پانی کی کمی نہ ہو۔

۳۔ صحت افزا غذا کا استعمال اور مضر صحت غذا سے پرہیز کریں۔☆☆☆☆☆

گلدستہ

منزل خوبصورت ہو تو راستہ کی پرواہ نہ کرو

لوگوں کی باتیں پتھر ہیں، پیٹھ پر لادنے کی بجائے ان پر کھڑے ہو کر بلند ہو جاؤ

بال سیاہ اور چمکدار بنائیں، آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے دور کریں

مرتبہ: ماریہ عروج

اقوال زریں:

☆ لوگوں کی باتیں پتھروں کی طرح ہوتی ہیں ان کو پیٹھ پر لادو گے تو یہ پیٹھ ٹوٹ جائے گی اگر ان کو اپنے قدموں تلے ایک برج بنالو گے تو ان پر چڑھ کے بلند ہوتے جاؤ۔

☆ اگر راستہ خوبصورت ہے تو معلوم کرو کہ کس منزل کو جاتا ہے لیکن اگر منزل خوبصورت ہے تو راستہ کی پرواہ نہ کرو۔

☆ دل زبان کی کھیتی ہے اس میں اچھی تخم ریزی کرو اگر سارے دانے نہ اگ سکیں گے تو پک کر ضرور اگ جائیں گے۔

☆ جو تمہارے سامنے دوسروں کی برائی کرتا ہے وہ دوسروں کے سامنے تمہاری برائی بھی بیان کرتا ہوگا۔

☆ چار چیزیں بدن میں قوت پیدا کرتی ہیں گوشت کھانا، خوشبو سونگھنا، کثرت سے غسل کرنا اور سوتی کپڑا پہننا۔

چار چیزیں نظر کو تیز کرتی ہیں: کعبہ کے سامنے بیٹھنا، سرمہ لگانا، سبزہ دیکھنا اور صاف جگہ بیٹھنا۔

چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں: فضول کلام سے پرہیز، دانت صاف رکھنا، صالحین کی مجلس کرنا اور علماء کی صحبت اختیار کرنا۔

چار چیزیں رزق کو بڑھاتی ہیں:

تہجد کی نماز، کثرت سے استغفار، کثرت سے صدقہ اور کثرت سے ذکر۔

سفید بالوں کو سیاہ اور چمکدار بنانے کا ٹوٹکا:

کافی 4 چائے کے چمچ اور کنڈیشنر آدھا کپ۔ ان دونوں اجزاء کو اچھی طرح مکس کرلیں یہاں تک کہ کافی اپنا رنگ اس میں چھوڑ دے پھر اسے کو بالوں پر لگالیں اور ایک گھنٹہ لگا رہنے دیں پھر سر کو جھاڑ لیجئے اب تازہ پانی سے دھو لیجئے مگر شیمپو کا استعمال نہ کریں اگر پہلی بار اس عمل کو کر رہے ہیں تو یہ عمل مسلسل دو دن کرنا ہوگا کیونکہ پہلے دن کلر کم ہوتا ہے۔ دوسرے دن مطلوبہ نتائج مل جائیں گے۔ اس نسخے سے بال سیاہ اور چمکدار ہوجائیں گے۔

آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے دور کرنے کیلئے:

۱۔ آنکھوں کے گرد وٹامن (ای) کا تیل لگانے سے سیاہ حلقے ختم ہوجاتے ہیں۔

۲۔ ایک کیلا، ایک پاؤ پپیتا اور ایک پاؤ امرود کی چاٹ بنا کر روز کھانے سے سیاہ حلقے ختم ہوجاتے ہیں۔

۳۔ لیموں کے عرق میں روغن چنبیلی کے چند قطرے ملا کر رات کو سوتے وقت آنکھوں کے گرد لگانے سے سیاہ حلقے ختم ہوجاتے ہیں۔

۴۔ آلو کے ٹکڑے کو کدوکش کرنے کے بعد ململ کے کپڑے میں باندھ کر پندرہ منٹ رکھنے سے حلقے ختم ہوجائیں گے۔

۵۔ نارنگی کا تازہ رس ململ کے کپڑے پر لگا کر آنکھوں پر لگائیں سیاہ حلقے ختم ہوجائیں گے۔

ہرے مصالحے والے چنے بنانے کا طریقہ:

اجزاء:

پیاز	ایک عدد
چنے	ایک کپ (ابال لیں)
لیموں	دو چائے کے چمچ
املی کا پانی	آدھ کپ
ٹماٹر	ایک عدد
دھنیا پودینہ	تھوڑا سا
ہری مرچ	تین سے چار عدد
تیل	دو سے تین کھانے کے چمچ
نمک	حسب ذائقہ
کھٹائی	آدھ چائے کا چمچ
چاٹ مصالحہ	آدھ چائے کا چمچ

ترکیب:

پیاز کاٹ لیں، دھنیا پودینہ اور ہری مرچ پیس کر ہری چٹنی بنالیں، پین میں تیل گرم کریں اور پیاز ٹماٹر ہری چٹنی اور تمام مصالحے ڈال کر بھون لیں، املی کا پانی شامل کرکے تھوڑی دیر پکالیں۔ چنے ڈال کر بھون لیں اور لیموں کا رس شامل کرکے گرما گرم پیش کریں۔

مزہ دوبالا کرنے کے لیے آلو بھی شامل کر سکتے ہیں۔

چکن بروسٹ:

اجزا:

چکن ایک کلو، نمک حسب ذائقہ، سویا سوس چار کھانے کے چمچ، سرکہ دو کھانے کے چمچ، ٹماٹر کیچپ چار کھانے کے چمچ، چلی سوس چار کھانے کے چمچ، میدہ ڈیڑھ پیالی، کارن فلور آدھی پیالی، بیکنگ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ، کوکنگ آئل تلنے کے لیے۔

ترکیب:

چکن کے ٹکڑے کو صاف کرکے دھوکر چھلنی میں رکھ کر خشک کرلیں اس پر گہرے کٹ لگائیں۔ بڑے سائز کے پین میں پانی ابالنے کے لیے رکھیں ابال آنے پر چکن کے ٹکڑے ڈال کر پانچ منٹ ابال کر پانی سے نکال لیں پھیلا کر خشک ہونے کے لیے رکھ دیں، میدہ کارن فلور اور بیکنگ پاؤڈر کو ملا کر چھینٹ لیں، علیحدہ پیالے میں سویا سوس، سرکہ، چلی سوس اور ٹماٹر کیچپ ڈال کر ملائیں اور چار کھانے کے چمچ میدے کا خشک مکسچر ملائیں، چکن کے ٹکڑوں کو پہلے کیچپ کے مکسچر میں ڈبوئیں پھر میدے میں رول کرکے ٹرے میں پھیلادیں۔ دس سے پندرہ منٹ تک فریج میں رکھ دیں پھر کوکنگ آئل کو کڑاہی میں درمیانی آنچ پر تین سے چار منٹ تک گرم کریں اور چکن کے ٹکڑے اس میں ڈال کر درمیانی آنچ پر ڈھک دیں۔ درمیان میں ایک مرتبہ ڈھکن ہٹا کر پلٹ دیں سنہرے ہونے پر کڑاہی سے نکال لیں۔ ٹماٹر کیچپ اور فرنچ فرائز کے ساتھ مزیدار بروسٹ کو پیش کریں۔

وظیفہ برائے ادائے قرض

رزق کی تنگی کو دور کرنے اور قرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے، علاوہ ازیں بخل و کنجوسی سے نجات کے لئے یہ وظیفہ مفید اور موثر ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ﴿اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ○ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ○ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ○ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ○ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ○﴾

۞ ۱۱ بار، ۴۰ بار یا حسب ضرورت ۱۰۰ بار پڑھیں۔

۔اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف اور ۱۱، ۱۱ مرتبہ استغفار پڑھیں۔

۔اس وظیفہ کا بہتر وقت بعد از نمازِ فجر طلوع آفتاب سے پہلے اور بعد نمازِ عصر غروبِ آفتاب سے پہلے ہے۔

۞ اس وظیفہ کو کم از کم ۴۰ دن یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

(از الفیوضات المحمدیہ)

Sayyida Fatima (salamuLlahi 'alayha) as the mother of Karbala Martyrs

Sayyida Fatima's Personality is a role model for all Muslim women, especially mothers.

Her famous titles are: "Sayyida Nisa' al-'Alameen", "Batool" and "Zahra"

Sadia Mehmood

The beloved and eldest daughter of the Holy Prophet Muhammed (blessings and peace be upon him), Sayyida Fatima al-Zahra' (salamuLlahi 'alayha) was born in Mecca before five years of the announcement of her father's Prophethood. Fatima means protection and safeguard, therefore; she will be a protector for all Muslim women from the Hellfire on the Day of Resurrection. Her title is "*Sayyida Nisa' al-'Alameen* (the leader of the women of all worlds). Her other famous titles are "*Batool"* and *"Zahra*". *Batool* means devotion because she devoted herself to Allah Almighty for His worship. *Zahra* means flower because she was a flower of the Holy Prophet (blessings and peace be upon him) and all beautiful flowers—Imam Hussain, Imam Hassan and Syeda Zaynab (peace be upon them)—descended from her. She loved the Holy Prophet (blessings and peace be upon him) and he loved her more than anyone in the world as He said: "Fatima is a part of me." *(al-Bukhari)*

She faced a lot of harshness from Non-Muslims and spent a difficult childhood. She cleaned the Holy Prophet's back with her small and beautiful hands when enemies threw a camel's stomach with dripping blood on him while He was offering prayer. She also suffered a lot of pain in the Valley of Abu Talib, when non-Muslims socially boycotted the Holy Prophet's family with no food or water left behind with them. She suffered all difficulties with tolerance and patience.

She married 'Ali who was the cousin of the Holy Prophet (blessings and peace be upon him) and their nikah was done in the heavens by the commandment of Almighty Allah. She was pure and devoted her whole life for the sake of Islam. She was the most pious lady and was tolerant, generous, God-fearing, spiritual, righteous, humble and courageous. Her personality positively impacted her children. She taught and trained them to devote their lives for Islam. Some of her characteristics which her children inherited are given below:

Characteristics	Sayyida Fatima (salamuLlahi ‘alayha)	Her influence on her children (especially *Karbala* Martyrs)
Purity	Sayyida Fatima (salamuLlahi ‘alayha) was very pure in her *‘ibada*, to worship Allah Almighty.	All of her children learnt from her how to become pure and to spend their lives with the purity of love and follow Islam.
Sacrifices	In her childhood, she did a lot of sacrifices especially in the valley of Abu Talib and in her young age as well.	Imam Hussain (peace be upon him) sacrificed his life and the whole of his family lives at *Karbala* just for the sake of Allah Almighty and Islam.
Truthful	Sayyida Aa’isha (may Allah be well pleased with her) narrated: I did not see any person more truthful than Fatima except her Father. (*Hilya al-Awliya’*)	Imam Hussain (peace be upon him) was so truthful. At the time of *Karbala* when his followers were being tortured, abused, beaten, humiliated and being violated by the enemies, he proved that Islam is right and what is the truth through his sacrifices.
Piety	Sayyida Fatima (salamuLlahi ‘alayha) was very pious. She used to spend the whole night in prostration to Allah Almighty and recited the Holy Qur’an the whole day.	All of her children learnt piousness from her. Imam Hussain showed that piety in Karbala. He was offering prayer and was in the prostration position when the enemies killed him. And His head was reciting *sura al-Kahf* on Damascus roads when his head was separated from his body.
Modesty	She was the most modest lady in the world. She spent her whole life with modesty. Even on the Day of Resurrection, she will go with 70,000 *hoorz* in the heaven and no one will be able to see her.	Her modesty was an influence on her children. Sayyida Zaynab (peace be upon her) had showed that modesty in *Karbala*. She suffered pain but she did not take off her scarf. She looked after all of the women, their honour and hijab.
Generosity	She was very generous. She used to give money to the	All of her children were very generous. After *karbla* when

	needy and poor. Once her whole family were fasting and they had just dates to eat. When it was time to open the fast, a needy person knocked on the door and asked for food. She gave those dates to him and opened the fast with only water.	Hazrat Zainab (A.S) went *Madina* with her family, Hazrat Numaan Bin Basheer treated her very well. She did not have anything at that time except her gold bangles which she gave to him as a reward but he refused to accept them.
Tolerance	She faced many challenges with patience and tolerance. After marriage when she had to do a lot of work, her hands hurt her because of house chores. She told the Holy Prophet (blessings and peace be upon him) and then he asked her to recite a *tasbeeh* of some special words which would release her pain. She started to read that, which is called *Tasbeeh of Fatima.*	All of her children endured problems with tolerance and patience especially the *Karbala* martyrs. Enemies killed Imam Hussain (peace be upon him) and some of his followers and they took the remaining in the palace of Yazeed, in which Sayyida Zaynab (peace be upon her) was as well. They suffered pain with tolerance and gave the message of Islam with bravery.
Love	Fatima (salamuLlahi 'alayha) loved the Holy Prophet (blessings and peace be upon him) and Islam more than anyone in the world, which is why when the Holy Prophet (blessings and peace be upon him) passed away, she was the first person who passed away after him and met him in the heavens.	Her children loved the Holy Prophet (blessings and peace be upon him) and Islam like their mother. Because of that pure love they devoted their lives for Islam and for the sake of Allah Almighty in the desert of *Karbala.*

Sayyida Fatima's personality is a role model for all Muslim women, especially when becoming a mother. By following in her footsteps will enable us to train our children to become like Imam Hassan, Hussain and Zainab (peace be upon them) and promote Islam all over the world.

International Poverty Day

Islam emphasized on poverty eradication

unsafe housing, lack of nutritious food unequal access to justice and limited access to health care are serious issues

written by:Hadia Saqib Hashmi

1993, when the United Nations General Assembly designated this day to promote awareness of the need to eradicate poverty and destitution in all countries.

In a world characterized by an unprecedented level of economic development, technological means and financial resources, that millions of persons are living in extreme poverty is a moral outrage. Poverty is not solely an economic issue, but rather a multidimensional phenomenon that encompasses a lack of both income and the basic capabilities to live in dignity.

What is poverty?

The World Bank defines poverty as an "unacceptable human deprivation in terms of economic opportunity, education, health and nutrition, as well as lack of empowerment and security."

Persons living in poverty experience many interrelated and mutually reinforcing deprivations that prevent them from realizing their rights and perpetuate their poverty, including:

" dangerous work conditions

" unsafe housing

" lack of nutritious food

" unequal access to justice

" lack of political power

" limited access to health care

In the Multidimensional Poverty Index 2018 there are three dimensions defined of poverty. Which are mentioned in the figure below:

Source: (Initiative et al., 2018)

Poverty in the world

Today, more than 780 million people live below the international poverty line US$1.90 a day. More than 11% of the world population is living in extreme poverty and

struggling to fulfil the most basic needs like health, education, and access to water and sanitation, to name a few. There are 122 women aged 25 to 34 living in poverty for every 100 men of the same age group, and more than 160 million children are at risk of continuing to live in extreme poverty by 2030.There were 821 million chronically undernourished people in the world last year, up from 811 the previous year. One in nine people in the world now faces hunger

Poverty in Pakistan

Pakistan faces many challenges which include poverty, food insecurity and continuous natural and manmade disasters. As per the latest poverty estimates, 24% of Pakistan's population lives below the national poverty line; which includes 31% in rural areas and 13% in urban areas. Further, 38.8% of the national population is poor based on the multidimensional poverty index (MPI) ; 54.6% in rural areas and 9.4% in urban areas (Balochistan Drought Needs Assessment (BDNA) Report (February 2019) - Pakistan, 2019)

Role of individuals and poverty alleviation

Islam has emphasized on brotherhood and hence there lies some responsibilities on every individual Muslim to do efforts for Poverty Eradication.

Zakah: Islam presents a unique and obligatory measure to alleviate poverty by the institution of zakah. Zakah is a compulsory for redistribution of income and wealth from the better-off Muslims to the worse-off Muslim population of the society. Anybody denying obligation of zakah ceases to be a Muslim. The main objective of zakah is to alleviate poverty. Five out of eight prescribed heads of expenditure of zakah are meant for the alleviation of poverty, that is, for the poor, the needy, the debtors, the slaves (to free them from captivity), and the travellers in need. The remaining three heads are the administrative cost of zakah, "those whose hearts are made inclined" (to Islam), and in the way of Allah. Although eight heads for spending zakah revenue have been mentioned in the Qur'an, "There is general agreement that the first priority in the use of zakah funds has to be accorded to the alleviation of poverty through assistance to the poor and the needy".

The rates of zakah are: 2.5% for asset for Gold, 52.5% for silver, 10% of the crops in agriculture if irrigated by rainfall, and 5% if irrigated by the farmer; 20% for the treasure trove; and different rates for different categories of livestock. Zakah has to be institutionalised by the state. The state machinery will collect zakah from the owners of nisabs, and disburse the zakah revenue to the eligible population. Zakah can be paid individually only if its collection is not institutionalised, or if allowed by the state to pay a part of it personally.

Zakat is to help the poor to stand on their on feet, instead of meeting their consumption needs. Zakah may usefully be paid to equip the interested and able-bodied poor people with necessary capital for venturing into small enterprises, to expand the existing small activities they have, to supply necessary inputs to farmers in the agricultural sector, to help the disabled persons to make equity investment, to finance education of the poor students, and so on. Paying an amount which is equivalent to one year's subsistence in this form, instead of cash for consumption, may help them stand up on their own feet to meet their needs in years to come. Such income generating payments from zakah funds may further be supplemented occasionally from future zakah revenue, if surplus funds are available after supporting others (Sadeq, 1997)

Waqf: "Waqf is a continuously usufruct giving asset as long as its principal is preserved. Preservation of principal may result from its own nature - as in land - or from arrangements and conditions prescribed by the Waqf founder."

Kinds of Waqf:

1. Religious Waqf: Mosques and real estate confined for providing revenues to spend on mosques' maintenance and running expenses are in the category of Religious Waqf. Religious Waqf, in any society and for any religion, adds to the social welfare of any community because it helps satisfy the religious needs of people and reduces the direct cost of providing religious services for any future generation.

2. Philanthropic Waqf: It aims at supporting the poor segment of the society and all activities that are of interest to people at large such as public utilities for the poor and needy, libraries, scientific research, education, health services, care of animals and environment, lending to small businessmen, parks, roads, bridges, dams etc.

3. Posterity or Family Waqf: It started shortly after the death of Prophet SAW during the reign of Umar (635-645), the second caliph. In this case, the revenues of Waqf must first be given to their own children and descendants of the waqf founder and only the surplus, if any, should be given to the poor.

Waqf can be given for poverty eradication whether its large of small, should be encouraged. Awqaf institutions can play an important role, if their size devoted to social welfare activities can be increased. (Khan, 2012)

☆☆☆☆☆

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیرِ اہتمام ملک بھر میں سیدہ زینبؓ کانفرنسز کا انعقاد

محترمہ انیلا الیاس (مرکزی ناظمہ تربیت) کا ڈنگہ اور گجرات میں سیدہ زینبؓ کانفرنسز سے خطاب

محترمہ عائشہ مبشر (زونل نگران وسطی پنجاب) کا منڈی بہاؤالدین میں سیدہ زینبؓ کانفرنسز سے خطاب

محترمہ ام حبیبہ (زونل نگران KPK) حویلیاں میں سیدہ زینبؓ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

محترمہ صائمہ نور کی ملکوال میں سیدہ زینبؓ کانفرنس اور عرفان العقائد کورس کی تقریبِ تقسیم اسناد میں شرکت

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
OCT-2019
LAHORE
Regd CPL No.45

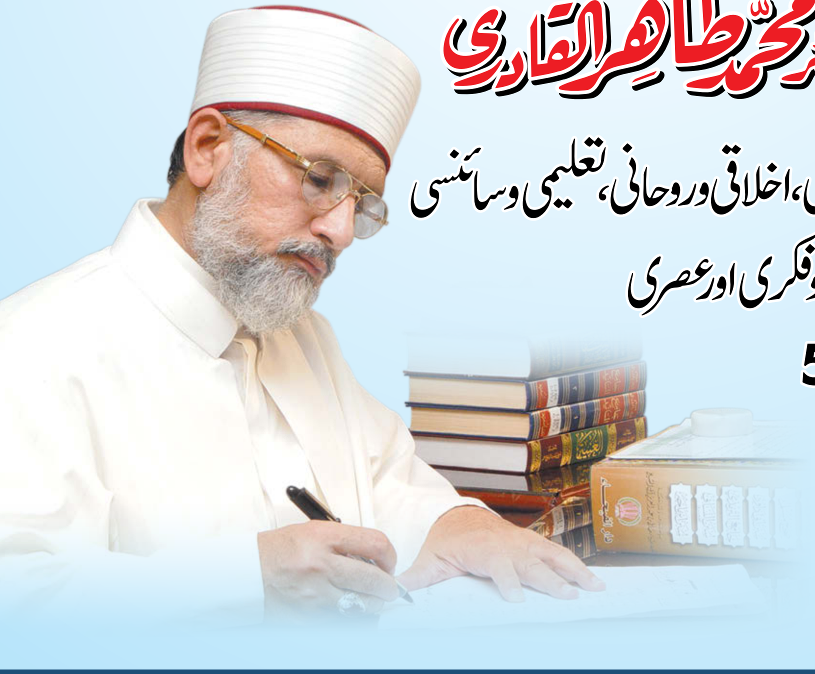

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 550
سے زائد کتب